نومبر
2023ء

یا اللہ!
فلسطین کے مسلمانوں
کی مدد و نصرت فرما۔
آمین

حِکۡمَۃٌۢ بَالِغَۃٌ فَمَا تُغۡنِ النُّذُرُ ۙ﴿۵﴾ (القرآن:54)

ماھنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

علامہ اقبال کی نظم
’طلوعِ اسلام‘
1923ء
بر صفحہ 26

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 17
شمارہ : 11
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القران)
اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر)
ربیع الثانی : 1445ھ
نومبر : 2023ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حِکمتِ بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبد اللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت	مفتی عطاء الرحمٰن
انتظامی امور	ملک نذر حسین

قانونی مشاورت
محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 700 روپے
معمول کا شمارہ: 70 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر
پاکستان پوسٹ کوڈ 35200
047-7630861-0336-6778561

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

انجینئر مختار فاروقی
طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات		3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقیؒ	9
5	سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایریت (11)	انجینئر فیضان حسن	14
6	علامہ اقبال کی مشہور نظم ’طلوعِ اسلام‘	انجینئر مختار فاروقیؒ	26
7	ارضِ مقدس فلسطین اور قابض اسرائیلی آبادکار	محمد منظور انور	53
8	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ ﷺ است	عبداللہ ابراہیم	59

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ: یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید
کے ساتھ
چند لمحات

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

(02)	اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ	آیات
سورۃ البقرۃ	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	253-251

فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ

تو طالوت کی فوج نے اللہ کے حکم سے ان کو ہزیمت دی

Thus by Allah's permission they defeated them;

وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ

اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا

And David killed Goliath;

وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ وَالۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ

اور اللہ نے ان کو بادشاہی اور دانائی بخشی اور جو کچھ چاہا سکھایا

And Allah granted him: kingdom and wisdom;
And also taught him: of what else, he willed.

وَلَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے (پر چڑھائی اور حملہ کرنے) سے نہ ہٹاتا رہتا

And had not Allah repelled some men by the might of others

لَفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ

تو ملک تباہ ہو جاتا

There would have been disorder on earth.

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوۡفَضۡلٍ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۵۱﴾

لیکن اللہ اہل عالم پر بڑا مہربان ہے

But Allah is gracious to all the worlds.

تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَـقِّ

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں

These are the signs of Allah,
Which We recite to you with truth.

وَ اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۲۵۲﴾

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہو

And no doubt you are certainly one of the messengers.

تِلۡكَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍۘ

یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے ہیں) ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے

These are the messengers of whom
We have exalted some, over the others

مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ

بعض ایسے ہیں جن سے اللہ نے گفتگو کی اور بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کیے

There is one from them, whom Allah spoke to;
And He raised some of them, in ranks.

وَاٰتَيۡنَا عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ الۡبَيِّنٰتِ

اور عیسیٰ ابن مریم کو ہم نے کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں

And We gave clear signs to Jesus, the son of Mary

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

اور روح القدس سے ان کو مدد دی

And We helped him with the holy spirit.

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ

اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے پچھلے لوگ آپس میں نہ لڑتے

Had Allah wanted people after him

wouldn’t have fought, with each other,

مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ ط وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا

اپنے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد۔ لیکن انہوں نے اختلاف کیا

After having received, the clear signs. But they differed.

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ

تو ان میں سے بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے

So some of them came to believe and others declined.

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ وقتال نہ کرتے

Had Allah willed, they wouldn’t have fought against one another.

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿٢٥٣﴾

لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

But Allah does whatever He intends.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

سُنا ہے مَیں نے، غلامی سے اُمّتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذّتِ نمود میں ہے!

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لمحات

یُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعٰی عَلَیكُمْ

عنقریب ساری اُمتیں ایک دوسرے کو تمہارے خلاف ایسے بلائیں گی

كَمَا تَدَاعَی الْأَكَلَةُ اِلٰی قَصْعَتِهَا،

جیسے کھانے والوں کو کھانے کے پیالے کی طرف بلایا جاتا ہے۔

فَقَالَ قَائِلٌ: وَ مِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ؟

کسی نے پوچھا: کیا اس وجہ سے کہ ہم اس دن تعداد میں تھوڑے ہوں گے؟

قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ كَثِیرٌ، وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّیْلِ،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ تم اس دن زیادہ ہوگے لیکن تم سیلاب کے تنکوں کی طرح ہوگے

وَلَیَنْزَعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ،

اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا رُعب نکال دے گا

وَلَیَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِی قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ ،

اور تمہارے دلوں میں وَہن (کمزوری) ڈال دے گا۔

فَقَالَ قَائِلٌ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا الْوَهْنُ؟

کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ وہن کیا ہے؟

قَالَ: حُبُّ الدُّنْیَا وَ كَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ

آپ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے کراہت۔

(سنن ابی داؤد، عن ثوبان رضی اللہ عنہ)

؎ زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

وَ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ

اور تم ہی سر بلند رہو گے اگر تم مومن ہو گے

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

1۔ ارضِ فلسطین —— ایک مرتبہ پھر خونِ مسلم سے رنگین ہے۔ یہودی مسلمانوں کی نسل کُشی میں مصروف ہیں اور انہیں اس معاملے میں پوری دنیا میں کسی قسم کے دباؤ کی پرواہ نہیں۔ جبکہ امّت مُسلمہ اب تک سوائے زبانی کلامی بیانات کے کچھ بھی کرنے سے قاصر ہے۔ دشمن کا مقابلہ تو دور کی بات ہے اپنوں تک کھانا، کپڑے اور خیمے پہنچانے کے لیے بھی دشمن کی اجازت کی منتظر ہے۔ ع پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے۔ اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد بھی اب دشمن کی اجازت سے ہی ممکن ہے۔ بظاہر سیلاب کی جھاگ کی مانند (كَغُثَاءِ السَّيْلِ) پونے دو ارب مسلمان، دشمنوں کے دل میں ذرّہ برابر ہیبت رکھنے سے قاصر ہیں اور وجہ صاف ظاہر ہے —— دنیا سے محبت اور موت سے کراہت (حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ)۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا تو اس امت سے ہمیشہ فتح ونصرت اور غلبہ کا وعدہ ہے مگر ایک شرط کے ساتھ —— وَ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ (آل عمران:139) (اور تم ہی سر بلند رہو گے اگر تم مومن ہو گے)۔ ہماری یہ ذلت ہمارے ایمان کی کمی اور نفی پر ’دالّ‘ ہے۔ یہ بازی ایمان کی قوت کے بغیر پلٹنا ناممکن ہے۔

2۔ کیا ظلم صرف فلسطین کے مسلمانوں پر ہو رہا ہے، باقی ہر جگہ کے مسلمان ہر قسم کے ظلم سے محفوظ و مامون ہیں؟ جواب یقیناً نفی میں ہے۔ مسلمان دنیا کے ہر خطہ میں غیر مسلم قوتوں کے ظلم

کا شکار ہیں۔ فلسطین میں تو ظلم کی آنچ ذرا تیز ہے، وگرنہ دھیمی آنچ میں تو ظلم ہر جگہ ہی جاری ہے۔ کیا پاکستان کے مسلمان کشمیر کے مسلمانوں کی کچھ مدد کر سکے؟ کیا بنگلہ دیش کے مسلمان برما کے مسلمان کی کچھ مدد کر سکے؟ کیا بوسنیا کے مسلمانوں کو کہیں سے مدد مل سکی؟ جو حالات آج فلسطین میں ہیں یہی حالات ماضی میں بوسنیا، برما اور کشمیر میں بیت چکے ہیں لیکن ہم ان کی کچھ مدد نہ کر سکے اور نہ ہی ظالم کا ہاتھ روک سکے ___ یہ ایمان کے بغیر ممکن ہی نہ تھا۔

3۔ ایک سیڑھی اور نیچے اتر آیئے۔ کیا مسلمان ممالک میں مسلمان حکمرانوں کے زیر سایہ مسلمان ظلم سے محفوظ ہیں؟ کیا ان کو ان کے تمام حقوق مل رہے ہیں؟ کیا اسلام کے اصولِ حریت و مساوات ان ممالک میں قائم ہیں؟ جواب یقیناً نفی میں ہے۔ کیا کسی مسلمان ملک میں کسی مسلمان کو اپنے مسلمان حکمران سے یہ پوچھنے کی جرأت ہے کہ آپ کا یہ کرتہ کیسے بنا ہے؟ ___ یہ جرأت ایمان کے بغیر کیسے حاصل ہوسکتی ہے۔

فلسطین کے مسلمانوں کی بلکہ دنیا میں ہر جگہ جہاں مسلمان ظلم کا شکار ہیں ان کی بھی دامے درمے سخنے مدد ہونی چاہیے۔ لیکن حقیقت یہی ہے اور اس سے آنکھیں نہیں چرانی چاہئیں کہ ہم سوائے کچھ کھانے، ادویات اور خیمے بھیجنے کے اور کچھ نہ کر سکیں گے۔ دنیا کے کسی کونے سے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے نکلنا اس کونے میں دین کے غلبے کے بغیر ممکن نہیں اور دین کا غلبہ ایمانِ مطلوب کے بغیر ممکن نہیں۔ ایمان ہو تو اہل ایمان کا غلبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ یہ ہمارا سب سے بڑا ہتھیار ہے، جس کا توڑ کسی کے پاس نہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں حقیقی ایمان کی دولت نصیب فرمائے تاکہ ہم دین نافذ کر کے ظالم کا ہاتھ روکنے والے بن جائیں۔ آمین۔

عہدِ نو برق ہے، آتش زن ہر خرمن ہے ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے
اس نئی آگ کا اقوامِ کہن ایندھن ہے ملتِ ختمِ رُسلؐ شعلہ بہ پیراہن ہے

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

آیات 275 تا 281

گزشتہ آیات میں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا ذکر ہوا اور یہ کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ان کے لیے اللہ کے ہاں اجر ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔ آگے اس بات کا ذکر ہے وہ لوگ جن کے پاس مال ہے لیکن وہ اس کو اللہ کی راہ میں نہیں خرچ کرتے وہ پیسے کو پیسہ کمانے کا ذریعہ بناتے ہیں یعنی سود پر چلاتے ہیں، ان کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا وہ لوگ جو کھاتے ہیں سود

لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ وہ نہیں اُٹھیں گے (قیامت کے دن) مگر ان حالت ایسی ہوگی جیسے وہ شخص اٹھتا ہے کہ جس کو شیطان نے مس کر کے پاگل کر دیا ہو

یعنی ان کا اٹھنا کوئی نارمل نہیں ہوگا، کل قیامت کے دن بھی وہ اللہ کے سامنے کوئی نارمل نہیں ہوں گے جیسے دوسرے اہل ایمان اٹھیں گے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا یہ اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے کہا کہ خرید و فروخت تو سود ہی کی طرح ہے۔

انھوں نے دنیا میں اپنی طرف سے یہ نقطۂ نظر اور یہ فلسفہ پیش کیا کہ خرید و فروخت

(تجارت) اور سود میں فرق ہی کیا ہے؟ تجارت یہ ہے کہ سو روپے کی چیز لاؤ دکان پہ رکھو اور ایک سو بیس کی بیچ دو۔ اور سود یہ ہے کہ کسی کو سو روپے دے دیے اور مہینے بعد ایک سو بیس روپے لے لیے۔ یہ انہوں نے اپنی طرف سے فلسفہ پیش کیا کہ تجارت تو سود کی طرح ہی ہے اس میں تو کوئی فرق ہے ہی نہیں ہے۔

وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا اور اللہ نے حلال ٹھہرایا ہے تجارت کو اور حرام کیا ہے سود کو

تجارت اور سود میں اور کوئی فرق سمجھ میں آئے یا نہ آئے، یہ فرق تو بہرحال واضح ہے ہی کہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ اب جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اس کو اس سے باز آ جانا چاہیے اور جو نہیں رکھتا وہ جو چاہے کرے، صحرا میں بھٹکتا پھرے۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ تو جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت پہنچ گئی

یعنی نصیحت پہنچ بھی جائے اور دل گواہی بھی دے دے کہ یہ بات اللہ کی طرف سے ہے تو اب عمل کرنا لازم ہو گیا۔

فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ پھر وہ (سود سے) رک گیا تو اس کے لیے ہے جو گزشتہ ہو چکا

جو سود کھایا جا چکا وہ کھایا جا چکا، مضٰی ما مضٰی۔ اب اگر رک جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا۔

وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے

پچھلا حساب دنیا میں نہیں کھولا جائے گا۔ قیامت کے دن ہوگا جو بھی ہوگا۔ دنیا میں سابقہ معاف ہے آگے کا رویہ تبدیل کر لو، بس ٹھیک ہے۔

وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ اور جو دوبارہ اس روش پر چلیں گے تو وہ لوگ ہوں گے آگ والے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے

پہلے تو صرف حکماً کہہ دیا کہ سود حرام ہے اور کاروبار حلال ہے۔ یہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے۔ دراصل سود کا بالآخر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ کاروبار ختم ہو جاتا ہے۔ یہ جو دنیا میں آج کل سود چل رہا ہے اہل علم حضرات جانتے ہیں اور اس پر ان کی تصانیف موجود ہیں کہ جتنی

inflation (مہنگائی) اور جتنی unemployment (بے روزگاری) ہے یہ ساری سود کی وجہ سے ہے اور جو شخص امپورٹ ایکسپوٹ کے کاروبار میں کسی درجے میں تجربہ رکھتا ہے یا اس سے منسلک ہے اسے معلوم ہے کہ ایک چیز اگر باہر سے منگوائی جاتی ہے اگر اس کے لیے بینک سے لون لیا ہو تو consumer تک پہنچتے پہنچتے اس پر کئی جگہ سود لگ جاتا ہے۔ مثال کے طور اگر کوئی کاروباری آدمی اپنا پیسہ خرچ کر کے ایک چیز منگوائے تو سو روپے کی چیز یہاں consumer تک ایک سو پچیس میں پہنچ جائے گی لیکن جب چار پانچ جگہ سود لگ جاتا ہے تو جو چیز وہاں سے سو روپے کی چلی تھی یہاں consumer تک دو سو روپے میں پہنچتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جو کاروباری درمیان میں بیٹھا ہے وہ اپنا پیسہ نہیں لگاتا سود کا پیسہ لگاتا ہے۔ تو یہ سود واقعتاً مہنگائی کی بھی سب سے بڑی وجہ ہے اور unemployment (بے روزگاری) کی بھی ایک بڑی وجہ یہ سود، یہ سودی کاروبار اور یہ سودی نظام ہے۔ اسی لیے اسلام کو سب سے زیادہ دشمنی اس نظام سے ہے۔ حدیث پاک میں سود لینے والے اور سود دینے والے اور سودی معاملہ لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والے پر لعنت کی گئی ہے۔ یہاں فرمایا: اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے

وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ اور صدقات کو بڑھاتا ہے

جو مال صدقہ و خیرات کر کے اللہ کے راستے میں لگایا جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے۔ اللہ کے راستے میں خرچ کیا جائے تو مال آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اور اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا ناشکری کرنے والوں کو اور گنہگاروں کو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل صالح کیے

وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور قائم رکھا انھوں نے نماز کو اور دیتے رہے وہ زکوۃ

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے لیے ہے اجر ان کے رب کے پاس

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ کسی حزن میں ہوں گے

یہ دوبارہ وہی بات آ گئی جو اوپر آیت 174 میں بھی آئی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ — اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو

ایمان والوں کا گزشتہ آیت میں بھی ذکر ہوا اب دوبارہ اس کا ذکر ہے کہ اگر تم اس درجہ کے لوگوں میں ہونا چاہتے ہو جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل صالح اختیار کیا اور ان کو جنت میں داخلہ نصیب ہوا تو پھر اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو

وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا — اور جو کچھ کسی کے ذمے تمہارا کوئی سود بچتا ہے اس کو چھوڑ دو

وہ اس کو معاف کردو، اس کے دعویدار نہ بنو

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾ — اگر واقعتاً تمہارے دل میں ایمان ہے

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا — اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے

یعنی سود چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہو گے

فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ — تو تیار ہو جاؤ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے

گویا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے الٹی میٹم ہے۔ سودی کاروبار اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ سودی کاروبار کرنے والے کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی جنگ ہے۔

وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ — اور اگر تم توبہ کرلو تو تمہیں تمہارا اصل زر ملے گا

جو سود کا لین دین اس سے پہلے ہو چکا وہ ہو چکا، آئندہ سود چھوڑ دو اور اگر کسی سے لینا ہے اسے معاف کردو اور تمہیں اصل زر واپس لینے کے مواقع موجود رہیں گے۔

لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ — نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جانا چاہیے

وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ — اور اگر وہ تنگدست ہے (جس کو قرض دے رکھا ہے)

پیسہ سود پر چلا رکھا ہے مثلاً کسی کو بزنس کے لیے سود پر قرض دیا ہوا ہے صاف ظاہر ہے کہ اس کے پاس اپنا پیسہ نہیں تھا تبھی تو اس نے لیا ہے، اگر وہ مشکل میں پھنسا ہوا ہے، تنگدست ہے، ابھی وہ کاروبار میں سے پیسہ نہیں نکال سکتا ہے

فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ — تو تمہیں اسے مہلت دینی ہوگی آسانی ہونے تک

اس سے ایک مدت طے کرلو یا اس کی قسطیں بنا لو تھوڑا تھوڑا کر کے وہ ادا کرتا رہے۔

ایک مدت تک اس کو مہلت دو۔

وَ اَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ — اور تم معاف کر دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے

یعنی مختلف چانسز موجود ہیں یہ تو تمہیں فیصلہ کرنا ہے۔ یہ بھی دیکھا جائے گا کہ اس کے پاس کتنا پیسہ ہے اور یہ بھی کہ تمہارے پاس کتنا ہے اور تم نے کتنے میں سے کتنا دیا ہے اور یہ بھی کہ تمہاری دینی حالت کیا ہے معیار کیا ہے تم کتنے اونچے اُٹھ چکے ہو اس پر مزید اُٹھنا چاہتے ہو تو تم معاف کر دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے

اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۰﴾ — اگر تم حقیقت شناس ہو

اس کی اہمیت کو جانتے ہو کہ معاف کر دینے میں آخرت میں کتنا بڑا اجر ملے گا تو یہ بھی کر دو۔

وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِیۡہِ اِلَی اللّٰہِ — اور ڈرتے رہو اس دن سے جس میں لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف

ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفۡسٍ مَّا کَسَبَتۡ — پھر پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا ہر شخص کو اس کا جو اس نے کمایا

وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۱﴾ — اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

جو اس نے کمایا اس کا باریک بینی کے ساتھ حساب لگا کر اس کا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔

از رِبا آخر چہ می زاید؟ فتن
کس نداند لذتِ قرضِ حسن
از ربا جاں تیرہ، دل چوں خشت و سنگ
آدمی درندہ بے دندان و چنگ

(علامہ اقبال)

ترجمہ:۔ ’’سود اور سودی نظام کا نتیجہ بالآخر کیا ہوتا ہے؟ فتنہ و فساد اور حالات کی خرابی۔ قرضِ حسن کی لذت سے کوئی واقف نہیں ہے۔ سود سے جان سیاہ (روح مردہ) اور دل اینٹ اور پتھر کی مانند سخت ہو جاتا ہے اور انسان دانتوں اور پنجوں کے بغیر درندہ بن جاتا ہے‘‘

سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت
فصل دوم: حیاتیاتی قوانین۔ تعارفی جائزہ و تشکیک

انجینئر فیضان حسن
(پی ایچ ڈی سکالر، فیصل آباد)

(ب) روحِ انسانی

(1) روح کا معنی و مفہوم:

عربی کے لفظ ''روح'' عبرانی کے لفظ ''روح''، سنسکرت کے لفظ ''آتما'' اور لاطینی کے ''اپنے ما'' کا مطلب ہے ''ہوا کا جھونکا'' لہٰذا انسان کو لگا کہ جیسے اس کے اپنے اندر روح یا ہوا کا جھونکا زندگی و حرکت کا باعث ہے۔ اس طرح ہر حرکت کرنے والی چیز میں روح موجود ہے۔

(2) روح کا لغوی معنی:

روح کا معنی ہے جان، نفس، وحی، امر الٰہی اور انگلش میں اس کے لیے لفظ Soul استعمال ہوتا ہے۔ لفظ روح اسم ہے جو کہ روح یروح رواحا سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے کشادہ ہونا۔ اگر یہ باب 'تفعیل' سے آئے تو اس کا معنی آرام دینا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے: روّح الرجل، روّح بجماعة، اراح فاراح، اروح الماء، رواح بین رجلیه، رواح الرجلان الامر ترجمہ: اس نے آدمی کو آرام پہنچایا۔ اس نے تراویح کی نماز پڑھائی۔ اسی طرح اس کا ایک معنی سانس لینا۔ مرنا اور شام کے وقت میں داخل ہونا بھی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے اس نے آکر آرام پایا۔ اسی طرح اس کا ایک معنی بدبودار ہونا بھی ہے۔ جیسے پانی کا بدبودار ہونا۔ اور اگر اس کو باب مفاعلہ پر لے جائیں تو اس کے معنی مشغول ہونا جیسے باری باری ایک ٹانگ پر کھڑا ہونا۔ اگر

یہ باب تفاعل سے آئے تو اس کا معنی بنتا ہے باری باری کرنا۔ اسی کو اگر باب اِفتعال سے لایا جائے تو اِس کا معنی ''خوش ہونا'' کے ہیں جیسے کہا جاتا ہے:''اِرْتَاحَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ ، اللہ اسے اپنی رحمت کے ساتھ مصیبت سے چھڑائے۔ اِسی طرح کہا جاتا ہے: هُمَا يَرْتَوِحَانِ وہ دونوں نوبت بنوبت کرتے ہیں۔ ''اگر اِس کو باب ''اِستفعال'' سے لے کر آئیں تو اِس کا معنی بنتا ہے ''آرام پانا'' اِسی طرح ایک معنی سونگھنا بھی ہے ایک معنی ہلنا بھی ہے۔''استروح، استروح الصید، استراح الغضن'' ترجمہ: اس نے آرام پایا۔ شکار نے بو محسوس کی۔ ٹہنی ہوا سے ہلی۔

فیروز اللغات اردو کے مطابق:

اردو میں لفظ روح مؤنث کے طور پر استعمال ہوتا ہے، جس کا معنی ہے 1۔ جان، جیو، آتما 2۔(ار) ست۔ جوہر۔(3) دل (4) اندرونی خواہش، نیت وغیرہ۔ اور کئی محاوروں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسے روح پھوکنا۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ اس نے محفل میں کلام سنا کر نئی روح پھونک دی۔ اِسی طرح روح نکالنا یعنی کسی چیز کا ست یا جوہر نکال لینا۔

چیمبر انگلش ڈکشنری کے مطابق:

"Soul (noun) life (abs) that which thinks, feels, desires etc. the ego a spirit, embodied, innermost being or nature, that which one identifies with oneself. Moral and emotional nature. Power or sensibility, nobleness of spirit or its sincere expression."

ترجمہ: روح اِسم غیر مادی ہے جو کہ سوچ سکتی ہے، محسوس کر سکتی ہے اور خواہش کر سکتی ہے۔ روح تحزیب یا تقسیم، متعدد ہونے والی یا فطری ہونے، جس کے ساتھ کوئی شخص کسی کے اخلاق، جذباتی نوعیت یا عظمت اس کی سنجیدگی یا اخلاص کے اظہار کی پہچان کرتا ہے۔

قرآن مجید میں لفظ ''روح'' بمعنی قرآن مجید، وحی، حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اِستعمال ہوا ہے۔

1۔ ابن الاعرابی کے بقول روح بمعنی قرآن مجید بھی آیا ہے۔ کیونکہ جس طرح روح باعث زندگی اور علامت حیات ہے اسی طرح قرآن مجید بھی بنی نوع انسان کے لیے زندگی اور حیات کا موجب ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (الشوریٰ:52)

''اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے سے (قرآن) بھیجا ہے''۔

2۔ بمعنی وحی: بقول الزجاج قرآن میں بمعنی وحی بھی آیا ہے

يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (المومن:15)

''اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے۔''

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ (النحل:2)

''وہی فرشتوں کو پیغام دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے۔''

مندرجہ بالا دونوں آیات میں روح بمعنی وحی استعمال ہوا ہے اور بقول بعض روح سے مراد یہاں نبوت بھی ہے۔ اس لیے کہ وحی الٰہی یا نبوت انسانوں کے لیے پیغامِ حیات اور موجب زندگی ہے۔ جس طرح کہ روح جسم انسانی میں موجب حیات ہے۔

3۔ روح بمعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام:

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا (النبا:38)

''جس دن روح (الامین) اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو (خدائے رحمٰن) اجازت بخشے اور اس نے بات بھی درست کہی ہو۔''

4۔ روح بمعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ (النسا:171)

''مسیح (یعنی) مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام (نہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے بلکہ) خدا کے رسول اور کا کلمہ (بشارت) تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح تھے۔''

روحیں تو سب اللہ کی جانب سے آتی ہیں لیکن یہاں روح کا انتساب اللہ عزوجل کی طرف عظمت و شرف ظاہر کرتا ہے۔

3۔ روح کا اصطلاحی معنیٰ:

ا۔ اِمام جرجانی کے نزدیک روح کی تعریف:

الروح الانسانی :هو اللطیفة العالمة المدرکة من الانسان، الراکبة علی الروح الحیوانی، نازل من عالم الأمر، تعجز العقول عن ادراک کنهه، وتلك الروح قد تکون مجردة وقد تکون منطبقة فی البدن۔

ترجمہ: روح انسانی ایک ایسی لطیف چیز ہے جس کو علم و ادراک ہوتا ہے اور وہ روح حیوانی پر سوار ہوتی ہے، وہ عالم امر سے نازل ہوتی ہے، عقلیں اِس کی حقیقت کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں اور یہ روح کبھی بدن سے مجرد ہوتی ہے اور کبھی بدن سے متعلق ہوتی ہے اور اِس کا تصرف کرتی ہے۔

۲۔ ابوبکر بن الانباری کا قول ہے: ''روح اور نفس ایک ہی چیز ہے۔''

۳۔ الغراء کے نزدیک: ''روح وہ چیز ہے جس پر انسانی زندگی کا انحصار ہے، اس کی حقیقت و ماہیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔''

۴۔ ابراہیم النظام المعتزلی کے بقول: ''یہ ایک لطیف جسم ہے جو روزِ اول سے جسم کثیف میں اِس طرح چھپا ہوا ہے جس طرح پھول میں مہک اور دودھ میں مکھن پنہا ہوتا ہے۔''

ثابت ہوا کہ لفظ روح انسانی کے لئے مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں تاہم ان سب سے مراد ایک ہی ہے۔ لفظ روح عربوں کے نزدیک کئی معنی میں استعمال ہوا ہے ان میں سے ایک کا معنی انسان کے اندر رہنے والا ایک جوہر لطیف بھی ہے جو نہ تو انسان کو نظر آتا ہے اور نہ ہی انسان اس کو محسوس کر سکتا ہے لیکن درحقیقت یہی جوہر انسان کی زندگی کا باعث ہے۔

اور اگر یہ انسان کے جسم سے جدا ہو جائے تو انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور جب تک اس کا تعلق جسم کے ساتھ قائم رہتا ہے انسان زندہ رہتا ہے۔ اِسی طرح دیگر زبانوں میں بھی روح کا تصور موجود ہے اور اِس کے لئے ہر زبان میں الگ الگ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں مگر ان سب کا معنی و مفہوم ایک ہی ہے۔

4۔ مختلف مذاہب میں تصورِ روح:

انسان کے تمام قدیم اور موجودہ مذاہب میں روح یا دیوتاؤں کا تصور موجود رہا ہے۔ عیسائیوں میں باپ بیٹا اور روح القدس، ہندومت میں پیدا کرنے، مارنے اور قائم رکھنے والے تین دیوتا، اِسلام میں اللہ، امر ربی وغیرہ۔ ان تمام مذاہب میں تصورِ روح کے متعلق نظریات درج ذیل ہیں:

ا۔ زرتشت مت میں تصورِ روح:

زرتشتیوں کا عقیدہ روح کے بارے میں ابدی ہونے کا ہے یعنی روحیں ہمیشہ سے موجود ہیں اور رہیں گی ان کو کبھی فنا نہیں آتی۔ جیسا کہ ڈاکٹر اکرم رانا نے اپنی کتاب میں یوں بیان کیا ہے: ''ہر انسان کی روح ابد سے موجود ہے مرنے کے بعد یہ روح باقی رہتی ہے اور اس کی ارضی روح سے مل جاتی ہے۔ انسان کی زندگی کے دوران یہ روح اِس کی نگہبانی کرتی ہے۔ زرتشت کے نظریے کی رو سے انسان کی خودی اس کے تمام اعمال و افعال متعین کرتی ہے اور اس کے افعال کا ردِ عمل اس کی مرضی پر ہوتا ہے۔ جو زندگی کے دوران نشو و نما کے مدارج طے کرتی رہتی ہے۔ موت کے بعد روح کو اس کے اعمال کی جزا و سزا ملتی ہے۔''

۲۔ بدھ مت میں تصورِ روح:

بدھوں کا عقیدہ ہے کہ قوت کا وجود اصلی و حقیقی مادہ کو اپنا مظہر بن کر عالم مشہود میں لاتا ہے۔ وہ مسئلہ انفعال و انجذاب کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک ایک جلتی ہوئی شمع انسان کی مورت ہے جس میں مادّہ مجسم ہو کر قوت کے عمل ارتقا کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر ہم ان سے یہ سوال کریں کہ روح کا کیا حشر ہوگا؟ تو وہ ہم کو یہ الزامی جواب دیتے ہیں کہ جب شعلہ بجھا دیا گیا تو اس کا کیا

حشر ہوگا اور جب مشعل جلی نہ تھی تو شعلہ کہاں تھا؟ کیا وہ اس وقت معدوم تھا اور اب فنا ہو گیا ہے؟ بدھ مت اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ ذات یعنی انانیت کا خیال جس نے ہمیں عمر بھر دھوکے میں ڈالے رکھا ہے شاید مرنے کے ساتھ ہی تو زائل نہ ہو لیکن رفتہ رفتہ ضرور جاتا رہتا ہے۔ اسی عقیدہ پر مسئلہ تناسخ مبنی ہے۔ شخصیت یا انانیت کے بتدریج مٹنے کے بعد واقعہ انجذاب یعنی عقل کل کے ساتھ روح کا اتحاد ظہور میں آتا ہے۔ اس حالت میں جس کو حالت نروان کہتے ہیں، روح پر خود فراموشی کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور یہ ایک ایسا عالم ہے جس میں مادہ فنا اور زمانہ کے اعتبارات کا کہیں نشان نہیں ہوتا جس میں بجھی ہوئی مشعل کا شعلہ چلا گیا اور جس میں انسان پیدا ہونے سے قبل موجود تھا۔ یہی وہ انجام ہے جس میں روح قوتِ کل کی لذت وصال سے بہرہ اندوز ہو کر سرمایہ سرور بے پایان وراحت جاودان حاصل کرتی ہے۔

بدھ کے نظریہ ''لا روح'' کے مطابق اصل حقیقی تبدیلی ہے۔ یہ دلالت کرتی ہے کہ جو کچھ بھی حقیقی ہے وہ دائمی نہیں، کچھ بھی دائمی نہیں ہے۔ قانون تغیر ہمہ گیر ہے۔ چنانچہ بدھ کسی دائمی یا ابدی روح پر یقین نہیں رکھتا، وہ روح یا نفس کے وجود سے انکار کرتا ہے جسے ذہن کہتے ہیں۔ وہ تصورات وخیالات کا بھی انکاری ہے۔ سوچیں، احساسات، خواہش وغیرہ ایک لمحے کی پیداوار ہیں۔ ہمارا ذہنی عمل شعور کے ایک بہاؤ جیسا ہے۔ اس بہاؤ سے ماورا کوئی دائمی روح موجود نہیں روح کا ادراکات کا بہاؤ ہے۔ نظریہ ''لا روح'' کی مراد دو چیزوں سے ہے۔

i۔ روح یا ذات غیر مستقل ذہنی اور جسمانی عوامل کا مجموعہ ہے۔

ii۔ دنیا جوہر سے بنی ہے۔ یہ غیر پائیدار خصوصیات کا مجموعہ ہے۔

بدھ کہتا ہے: ''اگرچہ کوئی پائیدار جوہر موجود نہیں لیکن بتدریج حالتوں کا ایک تسلسل موجود ہے، جو ہماری زندگی کو مشکل کرتا ہے۔ بدھ اس مفہوم میں آواگون کا ماننے والا نہیں کہ روح ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ موجود نہ رہنے والی روح سے غیر ضروری لگاؤ دکھ کی وجہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تمام دکھوں کی جڑ ''میں'' کے احساس میں ہے۔ تصورِ ملکیت اور میرا تمہارا کا احساس روح کے غلط تصور کا نتیجہ ہے۔ روح کا ادراک اور نظارہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے اِس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ روح ہمارے تجزیہ واِستدلال سے ماورا ہے۔''

لہٰذا روح کا نا قابلِ ادراک، نا قابلِ نظارہ اور نا قابلِ احساس ہونا ہی بدھ کے نزدیک اس کے عدمِ وجود کی وجہ اور نظریہ ''لا روح'' کی بنیاد ہے۔

۳۔ جین مت میں تصورِ روح:

جین مت کے پیروؤں کا عقیدہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد کسی دوسری شکل میں اس وقت تک دنیا میں آتا رہتا ہے جب تک وہ نروان حاصل نہیں کر لیتا۔ ہندو اس عقیدے کو تناسخ یا آواگون کا نام دیتے ہیں۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ جب کوئی روح برائی کے اتنے کام کر لیتی ہے تو بوجھل ہو کر نیچے گرنا شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ دوزخ میں جا گرتی ہے جب یہاں وہ بہت ہی لطیف اور ہر آلائش سے پاک صاف ہو جاتی ہے تو آخری جنت میں سما جاتی ہے، جہاں اسے نروان حاصل ہو جاتا ہے۔ اس عقیدہ کو صعودی اور نزولی چکر کہا جاتا ہے۔ روح کے بارے میں جین مت کے عقیدے کو کریم بخش نے اپنی کتاب میں یوں بیان کیا ہے:

> ''جینی برہمہ کے تصور اور کائنات کے بارے میں بھی ہندوؤں کے عقائد کی تردید کرتے ہیں لیکن روح کو غیر فانی اور ہمیشہ رہنے والی گردانتے ہیں۔ ان کا نظریہ یہ بھی ہے کہ روحیں تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور وہ سب کی سب آزاد، خود مختار اور ازلی ہیں۔ کائنات کو بھی ازلی مانتے ہیں ان کے مطابق کائنات کا نہ شروع ہے اور نہ آخر، جس کسی کو بھی مکتی یا نجات حاصل ہو جاتی ہے اِسے وہ پرمیشور خیال کرتے ہیں۔ ان کے مطابق اس کائنات کا بنانے والا خالق کوئی نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر پرمیشور کو کائنات کا خالق مان لیا جائے تو ایسا خدا دنیا کا پابند ہوگا جبکہ وہ آزاد ہے۔ ایشور کی خواہش سے کچھ نہیں ہوتا جو کچھ ہوتا ہے وہ کرموں سے ہوتا ہے۔ روح کو اعمال کے نتائج بھگتنے ہی پڑیں گے۔ اِس کی مثال وہ یوں دیتے ہیں جیسے کوئی نشہ آور چیز کا استعمال کر کے نشے میں آ جاتا ہے اِس میں ایشور کا کوئی دخل نہیں ہے۔''

۴۔ ہندو مت میں تصورِ روح:

ہندوؤں کے نزدیک روح کی تخلیق (پیدائش) برہما یعنی خدا سے ہوئی۔ روح خدا کا جزو ہے اس کے ساتھ ساتھ کل کائنات بھی برہما ہی سے تخلیق ہوئی یعنی جب ایشور نے مخلوق کو پیدا

کرنا چاہا تو وہ ایک سال تک حاملہ رہا پھر اس سے ایک بچہ نے جنم لیا جس کا نام برہمہ ہے اور پھر برہما نے تمام مخلوق کو پیدا کیا جیسا کہ یجروید میں ہے:

”برہمن برہما کے منہ سے، کھشتری اس کے بازو سے، ویش اس کے رانوں سے، روح اس کے کانوں سے اور آگ اس کے منہ سے پیدا ہوئی۔“

ویدانت میں اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے کہ ایک روح تمام کائنات میں ساری و دائر ہے۔ اس روح کل یا خدا کی ماہیت وہی ہے جو روح انسانی کی ہے۔ نہ صرف ویدوں میں بلکہ منو کی سمرتیوں میں بھی یہ دعویٰ موجود ہے کہ روح شعلہ عقل کل کی ایک چنگاری ہے جو اس سے جدا ہو گئی ہے اور ایک زمانہ موقت کے بعد اِس میں پھر مل جانے والی ہے۔ اِسی کا نام اصول انفصال یعنی جدائی و انجذاب یعنی ملاپ ہے۔ ویدوں اور سمرتیوں میں روح کی کوئی شکل نہیں مانی گئی۔ مظاہر قدرت کو جن کی رعنائیاں اور رنگینیاں آنکھ اور دل کو لبھاتی ہیں خدا کا محض ایک سایہ تصور کیا گیا ہے۔

۵۔ بت پرست یونانیوں اور رومیوں کا تصورِ روح:

بت پرست یونانیوں اور رومیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ انسان کی روح اس کی جسمانی صورت کے مشابہ ہے۔ جسم بڑھتا ہے تو یہ بھی اس کے ساتھ بڑھ جاتی ہے اور گھٹتا ہے تو گھٹ جاتی ہے۔ غرض تغیرات جسمانی کے ساتھ ساتھ اس میں بھی تغیرات ہوتے رہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں اہل روما تین قسم کی ارواح کے قائل تھے یعنی نیکوں کی روحیں، بدوں کی روحیں اور ان لوگوں کی روحیں جن کے اعمال مشکوک تھے۔ اگر اس بارے میں انسانی شہادت کی کوئی وقعت ہو سکتی ہے تو حقیقت یہ ہے کہ قدیم الایام سے اس قسم کی صدہا روایتیں جن کے راوی نہایت ثقہ اور معتبر سمجھے گئے ہیں، اس مضمون کی ہم تک پہنچتی ہیں کہ مردوں کی روحیں یا تو قبرستانوں میں جمع ہوتی ہیں یا ویران قلعوں کے تنگ و تاریک حجروں میں اقامت پذیر ہوتی ہیں یا چاندنی رات میں تن تنہا خاموشی کے ساتھ چہل قدمی کیا کرتی ہیں۔

ادھر یورپ میں تو اِس قسم کے خیالات مقبول خاص و عام ہوئے لیکن ایشیا میں اِس کے برعکس دوسرے قسم کے خیالات جو تخیل کے طبقہ اعلیٰ سے تعلق رکھتے تھے، عام طور پر پھیل گئے۔ پیشوایانِ مذہب نے سولھویں صدی میں ان کو اگرچہ دبا دیا لیکن ان کا استحصال کلی کبھی نہ ہو سکا خود

ہمارے زمانے میں بھی ان کی اشاعت ایک نہایت وسیع پیمانہ پر یورپ بھر میں اس خاموشی کے ساتھ ہوتی رہی کہ پاپائے روما نے مناسب سمجھا کہ ان کی صاف صاف طور پر قلعی کھول دی جائے۔ چنانچہ پاپا کا دینی فرمان جب ویٹیکن کونسل (ویٹی کن) میں پڑھا گیا تو کونسل نے بالاتفاق ان خیالات کو موجب ضلالت و گمراہی قرار دے کر ایک فتویٰ جاری کیا جس میں ان لوگوں کو ملعون ٹھہرایا گیا جو ان کو صحیح سمجھتے ہوں اس فتوے کا ایک فقرہ یہ ہے کہ

> ''لعنت ہو اس پر جو یہ کہتا ہے کہ روحانی اشیاء کا انفصال یا خروج ذات باری سے ہوا ہے یا یہ کہ ذات باری اپنے مظاہر کے ذریعہ سے یا نشوونما پانے کے بعد تمام چیزوں کی شکلیں قبول کر لیتی ہے۔''

چونکہ روما کی مذہبی کونسل نے ان عقائد کی تکفیر میں اپنے اقتدار کا پورا زور صرف کیا ہے لہٰذا ان کے مالہ و ما علیہ پر تاریخی پہلو سے نظر ڈالنا ضروری ہے۔ ماہیت ذات باری کے تصورات سے ماہیت روح کے تصورات کا اثر پذیر ہونا لازمی ہے۔ ذات باری کے تصور سے مشرقی ایشیائیوں نے شخصیت کا خیال خارج کر دیا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ روح کے متعلق ان کے ہاں مسئلہ انفصال وانجذاب رواج پا گیا۔

۶۔ عیسائیت کا تصورِ روح:

قدیم مسیحیوں نے جن کے خیالات حیات اُخروی اور بہشت و دوزخ یعنی نیکوکاروں اور گناہ گاروں کے مساکن کے متعلق اپنے بت پرست پیش رووں کے تصورات کے مقابلے میں بہت زیادہ واضح و نمایاں تھے انھیں قدیم تصورات کو تسلیم کر کے ان پر اپنی طرف سے بہت کچھ حاشیے چڑھا دیے۔ اِن کو ذرا شک نہ تھا کہ آنے والی دنیا میں وہ اپنے احباب واقارب سے اِسی طرح مل کر باتیں کریں گے جس طرح اس دنیا میں کرتے ہیں اور ان کی یہ امید فطرت انسانی کے مقتضیات کے لحاظ سے چنداں بیجا نہ تھی۔ اِس لئے کہ جب کوئی عزیز دوست ہمیشہ کے لئے جدائی کا جانکاہ داغ دے جاتا ہے تو اس خیال سے کہ دوسری زندگی میں اس سے ہماری ملاقات ہو ہی جائے گی ہمارے دل کو تسکین ہو جاتی ہے۔

اس مسئلہ کے متعلق کہ روح جسم سے جدا ہونے کے بعد روزِ جزا تک کس حالت میں

اور کہاں رہتی ہے؟ صحیح معلومات نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے خیالات مختلف تھے ایک گروہ کا خیال یہ تھا کہ روح قبر کے گردو پیش منڈلایا کرتی ہے۔ دوسرا گروہ یہ سمجھتا تھا کہ مرنے کے بعد روح بحالت سراسیمگی و پریشانی فضائے بسیط میں اِدھر اُدھر بھٹکتی پھرتی ہے۔ عام عقیدہ یہ تھا کہ سینٹ پیٹر بہشت کا دربان ہے اور اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس کو چاہے دروازے میں گھسنے دے اور جس کو چاہے روک دے، وہ انسانوں کی روحوں کو اپنی مرضی سے بہشت میں داخل کرتا ہے یا وہاں سے نکال دیتا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اِس کے ان اقتدارات کے منکر تھے۔ جس کی وجہ ان کے نزدیک یہ تھی کہ جب روزِ جزا سے پہلے ہی سینٹ پیٹر نے روحوں کو بہشت میں داخل کردیا یا وہاں سے نکال دیا تو پھر روزِ جزا کی کیا ضرورت باقی رہی؟ پاپائے گریگوری کے زمانہ کے بعد یہ عقیدہ عام طور پر رائج ہوگیا کہ قیدِ عنصری سے آزاد ہوکر روحیں ایک مقام پر رکھی جاتی ہیں جہاں ان کا تزکیہ ہوتا ہے یعنی بدوں کو اپنی بدی کی تلافی کا موقع ملتا ہے۔

عیسائی عقیدہ کے مطابق انسان سہ جزی ہستی ہے یعنی انسان تین اجزا: بدن، جان اور روح پر مشتمل ہے۔ روح انسان کو خدا کا شعور بخشتی ہے یعنی خدا کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ خدا نے انسان کے نتھنوں میں زندگی کا دم (سانس) پھونکا۔ کسی نے کہا ہے کہ انسان مٹی ہے جس میں خدا نے دم پھونکا۔

> ”روح بدن اور جان کی وساطت سے خارج اور مادّی اشیاء کے تاثرات وصول کرتی ہے لیکن اس کا تعلق اعلیٰ سطح سے ہے اور اپنی افضل تر صلاحیتوں اور حواس کے باعث خدا کا براہِ راست عرفان حاصل کرسکتی ہے۔ روح انسانی شخصیت میں خدا کا صدر مقام ہے خدا روح ہے۔“
>
> ”انسانی روح انسان کا وہ حصہ ہے جو خدا سے سب سے زیادہ مشابہ ہے، ایمانداروں کی نجات کی تسلی سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔“

۷۔ اِسلام میں تصورِ روح:

مشرکین مکہ اور یہودیوں نے آپ ﷺ کو آزمانے بلکہ زچ کرنے کی غرض سے روح کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا۔ جس کی طرف قرآن نے یوں اشارہ کیا ہے:

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا O (بنی اسرائیل:85)

''اور تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار کا ایک حکم ہے اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے۔''

قرآن مجید میں لفظ ''روح'' چونکہ دیگر کئی معنوں میں مستعمل ہے اس لئے سوال یہ ہے کہ کفار نے جس روح کے بارے میں سوال کیا تھا اس روح سے مراد کیا تھی؟ روح انسانی، روح حیوانی، حضرت جبرائیل، حضرت عیسیٰ، قرآن مجید، وحی الٰہی یا دیگر فرشتے۔

اکثر علماء کا خیال ہے کہ اِس روح کے بارے میں پوچھا گیا تھا جس سے جسم انسانی میں زندگی رواں دواں ہے۔ اہل نظر کہتے ہیں کہ بدن میں روح کے مسلک کی کیفیت اور اس میں روح کے اِمتزاج کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ اِمام قرطبی کا خیال ہے کہ روح انسانی کی بابت پوچھا گیا تھا۔ اِمام فخر الدین رازی کہتے ہیں: اس روح کے بارے میں سوال تھا جو زندگی کا سبب اور باعث ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کہہ دو کہ روح میرے پروردگار کا ایک حکم ہے۔

قرآن مجید اس بحث میں نہیں الجھا کہ روح کی ماہیت کیا ہے؟ یہ قدیم ہے یا حادث؟ جسد سے انفصال کے بعد باقی رہتی ہے یا فنا ہو جاتی ہے۔ البتہ علماء نے اِس پر طبع آزمائی کی ہے کہ مثلاً اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کی تکوین کے حوالے سے محدث ہے اور موجود ہے۔ داخل اور خارج ہونے والا نفس، حیات اور زندگی، ایک جسم لطیف جو سارے بدن میں جاری و ساری ہے، روح سے مراد خون ہے۔ جبکہ محتاط طبقہ علماء نے روح کے بارے میں سکوت کو ترجیح دی ہے اور اِمر ربی پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ انسان کے پاس اِتنا وافر علم نہیں ہے کہ وہ روح کی کیفیت و ماہیت اور حقیقت کو سمجھ پائے۔ بعض نے روح اور نفس کو ایک شے قرار دیا ہے اور بعض نے ان دونوں کو مختلف اور متغائر بتایا ہے۔

قدیم زمانے سے یہ بحث چلی آتی ہے کہ روح مجرد ہے یا مادی؟ بسیط ہے یا مرکب؟ جوہر ہے یا عرض؟ مشرک مذاہب کا یہ عقیدہ تھا کہ قدیم ہے اور غیر فانی۔ قرآن مجید نے ان تمام

اوہام اور باطل عقائد پر کاری ضرب لگائی اور اس مختصر اور حکیمانہ جواب سے تمام لا حاصل اور مہمل بحثوں کی بے حاصلی ظاہر کردی اور وَمَآ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا فرما کر یہ بتا دیا ہے کہ روح کا علم تمہیں اس لئے عطا نہیں کیا گیا کہ نہ تو یہ تمہاری دینی و علمی ضروریات میں سے ہے اور نہ یہ علم تمہارے دائرۂ فہم کے اندر ہے۔ دراصل بات وہی ہے جو قرآنی آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمائی: ''روح کی حقیقت اور کیفیت اور ماہیت کے بارے میں انسان کو کوئی یقینی علم حاصل نہیں ہے۔''

ابن مندہ، ابن القیم اور دیگر اہل علم نے ''کتاب الروح'' کے عنوان سے مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔

مصادر و مراجع

1۔ لوئس معلوف، المنجد عربی اردو لغت (مترجم مولانا ابوالفضل عبدالحفیظ) خزینہ علم و ادب لاہور

2۔ فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات فیروز سنز لاہور

3۔ Cathrine Schwarz, George David Son, Chambers English Dictionary, 7th Edition, New York

4۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور

5۔ الجرجانی علی بن محمد بن علی التعریفات دار الکتاب العربی بیروت

6۔ محمد اکرم، رانا، ڈاکٹر، پروفیسر، بین الاقوامی مذاہب (ایک تجزیاتی مطالعہ)

7۔ خان، ظفر علی، مولانا، معرکہ مذہب و سائنس

8۔ محمد یوسف خان، پروفیسر، تقابل ادیان

9۔ تارا چند، ڈاکٹر، تمدن ہند پر اسلامی اثرات

10۔ یجر وید، ادھیائے، منتر 32

11۔ یوحنا 23:4

12۔ رومیوں 16:8

(جاری ہے)

علامہ اقبال علیہ الرحمہ کی مشہور نظم

طلوعِ اسلام

(1923ء)

انجینئر مختار فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ اقبال کی مشہور نظموں میں 'شکوہ' اور 'جوابِ شکوہ' بھی ہیں، 'شکوہ' انہوں نے 1911ء میں کہی تھی اور 'جوابِ شکوہ' 1913ء میں، اور یہ 'طلوعِ اسلام' 1923ء کی ہے۔ اگرچہ سو سال پہلے جب یہ نظمیں کہی گئیں اس وقت ہم غلام تھے، 1923ء تک کوئی آزادی کی تحریک بھی نہیں تھی کہ ہمیں آزادی چاہیے، انگریز غالب تھا اور بڑے سکون سے حکومت کر رہا تھا، اس کا تو شاید منصوبہ تھا کہ ہم سو سال اور حکمران رہیں گے۔ لیکن علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے حدیثوں کی بنیاد پر اس نظم میں بھی کہا ہے اور جوابِ شکوہ کا آخری شعر بھی یہی ہے کہ ہم آزاد ہوں گے یعنی انگریز یہاں سے نکل جائے گا، ہم اس کو گھر کا راستہ دکھا دیں گے پھر آزاد ہو جائیں گے، پھر اسلام پھیلے گا اور ہوتے ہوتے ساری دنیا پر اسلام غالب ہو جائے گا۔

بانی مدیر رسالہ ٰہذا انجینئر مختار فاروقی مرحوم نے ایک نشست میں علامہ اقبال کی اس مشہور نظم پر خطاب کیا تھا، جو ریکارڈ کرلیا گیا تھا۔ اس نظم کو ایک صدی مکمل ہونے پر نیز یومِ اقبال کی مناسبت سے، یہ خطاب افادۂ عام کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

کلامِ اقبال کی اہمیّت

علامہ اقبال کا کلام قرآن وحدیث کی معلومات پر مبنی ہے اور واقعتاً اس میں کوئی شک نہیں ہے اور ان کا اپنا دعویٰ بھی یہی ہے کہ ان کا سارا کلام قرآن وحدیث کے حقائق پر مبنی ہے، اسی لیے اس میں تاثیر ہے۔ علامہ اقبال کی مشہور نظموں میں شکوہ اور جوابِ شکوہ بھی ہیں، شکوہ انہوں نے 1911ء میں کہی تھی اور جوابِ شکوہ 1913ء میں، اور یہ طلوعِ اسلام 1923ء کی ہے۔ اگرچہ سو سال پہلے جب یہ نظمیں کہی گئیں اس وقت ہم غلام تھے، 1923ء تک کوئی آزادی کی تحریک بھی نہیں تھی کہ ہمیں آزادی چاہیے، انگریز غالب تھا اور بڑے سکون سے حکومت کر رہا تھا، اس کا تو شاید منصوبہ تھا کہ ہم سو سال اور حکمران رہیں گے لیکن علامہ نے حدیثوں کی بنیاد پر اس نظم میں بھی کہا ہے اور جوابِ شکوہ کا آخری شعر بھی یہی ہے کہ ہم آزاد ہوں گے۔ انگریز یہاں سے نکل جائے گا، ہم اس کو گھر کا راستہ دکھا دیں گے پھر آزاد ہو جائیں گے، پھر اسلام پھیلے گا اور ہوتے ہوتے ساری دنیا پر اسلام غالب ہو جائے گا۔ حدیث میں یہی کہا گیا ہے۔ علامہ کہہ رہے ہیں کہ یہ دور اب غلامی کا ہے۔ جب غلامی تھی تو آزاد ہی نہیں تھے تو اسلام پھیلنے کی توقع کیا ہو سکتی ہے۔ انہوں نے امید دلائی کہ ہمیں آزادی حاصل ہوگی انگریز جائے گا اور اس کے بعد پاکستان ہوگا، اس میں اسلام آئے گا پھر وہ پھیلے گا ساری دنیا پر پھیل جائے گا۔ یہ انہوں نے امید دلائی ہے، اور ان کے انہی خیالات پر پاکستان بنا تھا۔ اگرچہ ان کے دور میں بھی انگریزوں کا غلبہ تھا، پاکستان بنتے وقت بھی اور اس کے بعد تک بھی ہم ذہنی طور پر مغرب کے غلام ہیں۔ جو لوگ بھی دین کا غلبہ چاہتے ہیں اس کے لیے کام کر رہے ہیں ان کی حالت کچھ ایسی جیسے فوجی بوٹ کسی بندے کے گلے پر رکھا ہوا ہے اور وہ اس بوٹ کے نیچے لیٹا ہوا ہے۔ کفر یہ طاقتیں ہمیں دبا رہی ہیں کہ اسلام کا نام مت لو باقی جو مرضی کرو۔ کھاؤ پیو عیش کرو لیکن اسلام کا نام نہ لو۔ اسلام میں بھی چاہو تو نمازیں بھی پڑھو روزے بھی رکھو اعتکاف بھی کرو لیکن اسلام کے سیاسی غلبے کا نام نہ لو۔ اس لیے کہ جب ہم

کہتے ہیں کہ اسلام ساری دنیا پر غالب ہوجائے گا، یہ بات حدیث میں ہے بلکہ کئی حدیثوں میں ہے،تو ہم تو خوش ہوجاتے ہیں کیونکہ ہمارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی بات ہے لیکن یہ بات موجودہ کفریہ طاقتوں کو گولی بن کر لگتی ہے۔اس کا مطلب کیا ہوتا ہے کہ اسلام ساری دنیا پر غالب ہوجائے گا؟ یہ کہ ان کی چودھراہٹ اور بالادستی ختم ہوجائے گی۔اسلام ہوگا تو بے حیائی نہیں ہوگی، بے پردگی نہیں ہوگی،شرابیں نہیں ہوں گی،ڈرامے نہیں ہوں گے،کلب نہیں ہوں گے اور وہ نائٹ لائف نہیں ہوگی۔اسلام کا دور آجائے گا۔ یہ ان کے لیے تو گولی لگنے والی بات ہے وہ اس کو برداشت ہی نہیں کر سکتے۔اس کو وہ Political اسلام کہتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ آپ نفلوں کی بات کرو،تہجد کی بات کرو،اشراق کی بات کرو،روزوں کی بات کرو،تسبیحات کی بات کرو لیکن یہ نام نہ لو کہ پولیٹیکل اسلام غالب ہوگا۔

علامہ اقبال واحد شخص تھے جو غلامی کے دور میں بھی، جب مغرب اور یہودیوں کے نزدیک امریکہ کی جگہ برطانیہ بڑا تھا،اس وقت بھی کہہ رہے تھے کہ اسلام غالب ہوگا۔جوابِ شکوہ کے آخری بند میں یہی الفاظ ہیں:

؎ عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تیری
میرے درویش خلافت ہے جہانگیر تیری

Global domination of islam اور اس کے لیے کرنا کیا ہے؟ سچے مسلمان بن جاؤ بس اور کچھ بھی نہیں چاہیے۔اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

؎ ما سوا اللہ کے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری

جو تم منصوبے بناؤ گے اللہ وہی کامیاب کردے گا۔مسلمان بن جاؤ۔

؎ کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

یہ قرآن وحدیث کی ترجمانی ہے۔یہ علامہ اقبال کی فضیلت ہے جس کی وجہ سے ہم ان کا کلام پڑھ رہے ہیں۔ان کی باتیں قرآن وحدیث کی باتیں ہیں۔ہم کہتے ہیں کہ نظام خلافت کو

قائم کرنا ہے اور علامہ کہہ رہے ہیں کہ ''خلافت ہے جہانگیر تری''یعنی ایسا ہونے والا ہے۔علامہ اقبال صرف اسلام کے غلبے کی بات نہیں کر رہے بلکہ خلافت کے نظام کی بات کر رہے ہیں کہ اسلام کا جو غلبہ ہوگا وہ نظام خلافت ہوگا۔ٹھیک ہے جمہوریت ہوگی،لوگوں سے رائے لے کر کسی کو حکمران بنائیں گے لیکن وہ نظام خلافت ہوگا۔

مسلمانوں کی مختصر تاریخ

آگے بڑھنے سے پہلے چند جملوں میں تاریخ کی بات بھی ہو جائے۔مسلمانوں کی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتی ہے۔آپ کی ولادت 571ء کی ہے اور وفات 8 جون 632ء کی ہے۔اس کے بعد خلافت راشدہ کا تیس سالہ دور ہے جس میں چار خلفائے راشدین آئے ہیں: حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔اس میں میرٹ پر حکمران بنے کہ یہ بندہ اہل ہے اس کو حکمران بن جانا چاہیے، نہ رشتہ داری بنیاد تھی، نہ قومیت بنیاد تھی۔اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بنے ہیں وہ صحابی ہیں،انہوں نے اپنے بیٹے کو حاکم بنایا،اس کے بعد پھر یہ سلسلہ جاری ہوگیا کہ باپ کے بعد بیٹا پھر اس کا بیٹا پھر اس کا بیٹا حکمران بن جاتا رہا۔یہ بنواُمیہ خاندان تھا جس نے 92 سال حکومت کی ہے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے 20 سال ہیں اور 72 سال بعد کے ہیں۔132 ہجری تک بنوامیہ کا دور ہے۔یہ ملوکیت یعنی بادشاہت کا نظام تھا۔بادشاہت یہی ہوتی ہے کہ باپ کے بعد اس کا بیٹا ہی حاکم بنے گا چاہے وہ اہل نہیں ہے۔ان میں ایک اچھے حکمران یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، ڈھائی سال کے لیے آئے، 99 ہجری سے 101 ہجری تک، وہ اتنے اچھے حکمران تھے کہ امت مسلمہ ان کو عمر ثانی کہتی ہے۔

بنواُمیہ کے بعد بنوعباس کا دور آیا ہے۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی تھے،عربی میں قرآن تھا، عربوں میں آپ نے محنت کی،عرب ہی اس کے لیڈر رہیں۔اسلام کا جو دورِ اوّل ہے عرب ہی اس کے Pioneers ہیں۔پہلے خلافت راشدہ کا دور، پھر عربوں کا ایک خاندان بنواُمیہ 92 سال حکمران رہا پھر دوسرا خاندان بنوعباس آ گیا۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے،ان کا خاندان بہت بڑا تھا۔132ھ میں وہ حکمران بن گیا اور دورِ بنوعباس آ گیا۔انہوں نے 750ء سے لے کر 1258ء تک، پانچ سو سال سے زیادہ عرصہ حکومت

کی ہے۔ پھر ان میں خرابیاں آ گئیں۔ غلطیاں ہوئیں اور دین سے دوری ہوئی۔ خلافت راشدہ کا نظام تو بنواُمیہ کے دور میں ہی نہیں رہا تھا تو پھر بعد میں کیسے رہتا۔ بہر حال حکمران مسلمان تھے۔ پھر وہ چنگیز خان، ہلاکو خان آئے اور ان کے ذریعے اللہ نے پٹوایا اور پھر ان کی حکومت ختم ہوگئی۔ عربوں کے ہاتھ سے اقتدار 1258ء میں چلا گیا تھا اس کے بعد عرب مسلمانوں کے لیڈر نہیں ہو سکے، نہ ہوں گے۔ وہ اب امت مسلمہ کے لیڈر نہیں رہے۔ اس کے بعد غیر عرب اقوام میں اسلام کا غلبہ ہے، اللہ نے اسلام کا جھنڈا غیر عرب اقوام کو دے دیا۔ وہی چنگیز خان اور ہلاکو خان جو چین کے منگول تھے ان کی اولادوں نے قرآن پڑھا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ چنگیز خان اور ہلاکو خان کے پوتے مسلمان ہو گئے۔ بہادر تھے نیا خون تھا جذبہ تھا لہٰذا اللہ نے اسلام کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھما دیا۔ 1258ء سے اگلے سو سال میں وہ مسلمان ہوئے اللہ نے ان کو حکومتیں دے دیں۔ تاریخ اسلام میں تین بڑی حکومتیں ہیں: ایک سلطنت عثمانی ہے جو ترکی میں قائم ہوئی، وہ بھی ترک ہیں انہی کے اولاد میں ہیں۔ ایک حکومت ایران میں قائم ہوئی صفوی حکومت وہ بھی انہی کی اولاد ہے، اور مغل حکومت ہندوستان میں قائم ہوئی وہ بھی انہی کی اولاد ہے۔ علامہ اقبال ہی نے جواب شکوہ میں کہا ہے کہ

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اسلام اللہ کا دین ہے۔ کوئی مسلمان قوم دین کا کام نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو دفع کر دیتا ہے، کسی اور قوم کو اسلام کی توفیق دے دیتا ہے۔ آج ہم مسلمان ہیں دین کا کام کرنا ہماری ذمہ داری ہے اللہ نے ہمیں موقع بھی دیا ہے لیکن ہم کیا کر رہے ہیں؟ اگر ہم دین کے غلبہ کی کوشش نہیں کریں گے تو اللہ کسی اور قوم کو ہدایت دے دے گا جو ہم سے بہتر کام کرے گی۔ ابھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے مہلت ہے کہ شاید ہمیں سمجھ آ جائے اور احساس ہو جائے اسی لیے ہم پر عذاب نہیں آ رہا۔ جس دن یہ مہلت ختم ہوگئی اس دن اس قوم کو تباہ کرتے اللہ کو کوئی دیر نہیں لگنی۔

یہودیوں میں بھی دو عروج و زوال آئے ہیں۔ مسلمانوں میں دوسرا عروج غیر عرب اقوام میں آیا ہے۔ اور ایک حدیث میں اُمت مسلمہ کی تاریخ کے پانچ ادوار کا ذکر ہے آپ ﷺ

نے فرمایا جب تک اللہ چاہے گا میرا عہد نبوت رہے گا، پھر خلافت علیٰ منہاج النبوہ یعنی خلافت راشدہ کا دور ہوگا، پھر کاٹ کھانے والے یعنی ظالم اور بدمعاش بادشاہ آ جائے گے، (مسلمان بادشاہوں میں اچھے بھی گزرے ہیں زیادہ برے گزرے ہیں) اور پھر دور غلامی آ جائے گا۔ حدیث میں مُلْکًا جَبَرِیًّا کے الفاظ ہیں۔ ہندوستان میں بنگال میں 200 سال کی غلامی تھی اور یہاں جو ہم پاکستان میں بیٹھے ہیں یہاں پہلے ہم نے 50 سال سکھوں کی غلامی کی اور اس کے بعد 90 سال انگریز کم بخت کی غلامی ہے۔ 1947ء میں انگریز چلا گیا آزادی مل گئی لیکن ابھی بھی اس کے اثرات موجود ہیں اور اب اس میں کبھی بہتری آئے گی ہم جاگیں گے اور اسلام کا غلبہ ہوگا (پاکستان بنا ہی اسی لیے ہے) اور وہ پھیلتے پھیلتے ساری دنیا پر غالب ہو جائے گا۔ یہ پانچواں دور ہے۔ اس کا ذکر مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے جس کو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ ہونا ہے علامہ اقبال کو یقین تھا کہ یہ ہوگا۔ آج ہم آزاد ہیں پاکستان میں بیٹھے ہیں لیکن اس کا نام لیتے ڈرتے ہیں لیکن علامہ نے سو سال پہلے جب یہاں انگریز کا دور تھا اس کی ناک کے نیچے اس وقت اس کا نام لیا۔ 1923ء میں جب انھوں نے یہ نظم لکھی ہے اس وقت تک دور دور تک کہیں انگریزوں کے خلاف کوئی تحریک بھی نہیں تھی کہ انگریز چلے جائیں ہمیں آزادی دیں۔ تو یہ ہے وہ جذبہ جو اس کلام اقبال کو پڑھنے کا باعث ہے کہ ہم اس کلام کو پڑھیں اس سے جذبہ حاصل کریں۔

نظم طلوعِ اسلام کا پس منظر

اس نظم کا پس منظر یہ ہے کہ مسلمانوں کی جو حکومت ترکی میں قائم ہوئی تھی وہ چار سو سال کی حکومت تھی ترکوں کی زبردست حکومت تھی۔ 1453ء میں قسطنطنیہ فتح ہوا تھا اور اس کے بعد برطانیہ تک، فرانس کے بہت سارے علاقے، آدھا یورپ جو مشرقی یورپ ہے وہ ترکی کے ماتحت تھا۔ بہرحال جب پہلی جنگ عظیم 1918ء میں ختم ہوئی تو صرف ترکی، جو اب چھوٹا سا ملک ہے، رہ گیا۔ باقی سارا مڈل ایسٹ ان سے لے لیا، عرب لے لیا، ہندوستان میں بھی ساری حکومت ختم کر دی انگریز آ گئے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد ایسا دور تھا جس میں ساری دنیا میں کوئی مسلمان ملک آزاد نہیں تھا۔ ترکی بس آدھا آزاد اور آدھا غلام تھا، وہاں بھی برطانیہ کی حکومت تھی اتاترک

انگریز کا ایجنٹ تھا۔اس کے بعد بیداری پیدا ہوئی ہے۔

یہ نظم علامہ نے اس وقت لکھی جب ترکی کی حکومت ختم ہوگئی تھی۔ترکی میں خلافت کا نظام تھا، جو 1924ء تک چل رہا تھا، ترکوں نے قانون بنا کے اس کو ختم کر دیا۔حدیث میں ہے کہ دوبارہ اسلام آئے گا تو نظامِ خلافت ہی ہوگا۔علامہ کو حدیثوں کی بنیاد پر اور قرآن مجید کے اشارات اور ختم نبوت کے تقاضوں کے طور پر احساس تھا کہ اسلام ایک دفعہ دنیا میں پھر غالب ہونا چاہیے تب ہی اتمامِ حجت ہوسکتا ہے۔اور یہ دور آنے والا ہے۔اور سو سال پہلے صاف ظاہر ہے کہ ابھی ایک صدی رہتی تھی، آج وہ دور بہت قریب ہے۔

طلوعِ اسلام

اس نظم میں بہت سارے اشعار ایسے ہیں جو سو سال پرانی سیاست سے متعلق ہیں، ان کو چھوڑ کر جو طلوعِ اسلام سے متعلق باتیں ہیں اس کی زیادہ تشریح کی جائے گی۔

دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
اُفق سے آفتاب اُبھرا ، گیا دورِ گراں خوابی!

یعنی ایک جذبہ پیدا ہوا ہے اور مسلمان اب اٹھ رہے ہیں۔علامہ اقبال کو اس بات سے ایک احساس ہوا تھا کہ جب ترکی میں خلافت ختم کی گئی تو یہاں ہندوستان میں ہم مسلمان انگریز کے غلام تھے، غلامی کا دور کمی سے بھی بدتر ہوتا ہے لیکن یہاں کے مسلمانوں نے انگریز کے خلاف تحریک چلا دی کہ تم نے ترکی میں ہماری خلافت کیوں ختم کر دی اور یہ اتنی زبردست تحریک تھی کہ انگریز کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ شاید ہمارا بوریا بستر گول ہو جائے گا اور یہ تحریک کامیاب ہو جائے گی۔اس کی نشانی یہ ہے کہ گاندھی جی بھی اور دیگر ہندو بھی تحریک خلافت میں شامل ہو گئے کہ مسلمانوں کی خلافت کیوں ختم کی گئی۔ہندو کو یہ احساس ہوا اگر مسلمانوں کی اس تحریک کے نتیجے میں انگریز یہاں سے چلا گیا تو اگلی حکومت پھر مسلمانوں کی ہو جائے گی۔لہٰذا ہندو بھی شامل ہو گئے کہ انگریز جائے تو ہمیں بھی اس میں کچھ حصہ مل جائے۔

عُروقِ مُردۂ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا
سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی!

مشرق کے مردے کی رگوں میں زندگی کا خون دوڑنے لگ گیا۔ مسلمان مر چکے تھے سوسال سے غلام تھے احساس ہی نہیں تھا کہ کچھ زندگی ہے کوئی جذبہ ہے اسلام کے نام پر کوئی تحریک پیدا ہوسکتی ہے لیکن اب یہ تحریک خلافت چلی تو علامہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ احساس ہوا ہے کہ قوم زندہ ہے ابھی اس میں جان ہے۔ پہلے جو فلسفی گزرے ہیں بوعلی سینا اور فارابی وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

انگریز نے ظلم و ستم کا جو طوفان برپا کیا اس سے مسلمانوں کو احساس ہوگیا ہے کہ اگر ہم نے جدوجہد نہ کی تو فنا ہوجائیں گے گویا اس طوفان نے مسلمانوں کو بیدار کردیا جیسے سمندر کی موجوں کے ٹکراؤ سے موتی میں چمک پیدا ہوجاتی ہے۔ ایک بات جو پہلے آئی تھی کہ یہ جو موجودہ پاکستان ہے اس علاقے میں 1857ء کے بعد انگریز کی حکومت آئی، اس سے پہلے یہاں سکھوں کی حکومت تھی۔ 1799ء سے لے کر 1846ء تک یہاں سکھ حکمران تھے۔ پہلے رنجیت سنگھ نے حکومت کی ہے پھر اس کا بیٹا کرتار سنگھ ہے اور پھر اس کا پوتا نونہال سنگھ ہے۔ تین پیڑھیاں انہوں نے حکومت کی ہے۔ اور سکھوں کا دور ایسا کمبخت دور تھا کہ رنجیت سنگھ کے دور میں شاہی مسجد لاہور اصطبل تھا وہاں رنجیت سنگھ کے گھوڑے باندھے جاتے تھے۔ رنجیت سنگھ کی حکومت ملتان سے لے کے سارا پنجاب، پشاور، لنڈی کوتل کابل تک تھی اس کے دور میں ساری مسجدیں بند، اذان دینے پر پابندی اور قرآن لے کر باہر نہیں نکل سکتے۔ یہ سکھوں کا دور ہے۔ ہم نے بہت بری غلامی کاٹی ہے۔ پورے ہندوستان میں جو انگریز کے دور میں تھا، پنجاب واحد صوبہ ہے کہ جہاں انگریز آیا تو یہاں اس کو ویلکم کیا گیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ یہاں سکھوں کے دور میں نماز پر پابندی تھی، مسجدوں پر تالا، قرآن باہر لے کر نکل نہیں سکتے، اذان پر پابندی تھی۔ انگریز آیا تو اس نے یہ کیا کہ چلو جی پڑھو نمازیں جتنی پڑھنی ہے۔ تو مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا کہ چلو سکھوں سے یہ بہتر ہیں۔ اس لیے انگریز کو خوش آمدید کہا گیا اور پھر انگریز نے بھی کمال کردیا کہ سب سے زیادہ غدار پنجاب سے ہی پیدا ہوگئے، انگریز کو پورے ہندوستان میں اتنے غدار نہیں ملے جتنے پنجاب سے مل گئے، جن کو

اس نے جاگیریں دیں اور اپنے ساتھ ملا لیا۔ 1946ء کے الیکشن کے نتیجے میں جو یونسٹ پارٹی بنی تھی وہ سارے مسلمان نام کے لوگ تھے جو آ گئے تھے وہ خضر حیات ٹیوانہ اور فلانہ اور فلانہ وہ سارے انگریز کے پروردہ لوگ تھے جن کی حکومت مسلم لیگ کو ناکام بنانے کے لیے بنادی تھی۔

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی ، ذہنِ ہندی ، نُطقِ اعرابی

علامہ دوسو سال پہلے دیکھ رہے ہیں۔ 1923ء میں نظم لکھ رہے ہیں تو وہ 2023ء میں نہیں دیکھ رہے اس سے بھی آگے دیکھ رہے ہیں کہ بندۂ مومن کو اللہ کے جناب سے پھر وہ مقام ملنے والا ہے۔ ہم غلام تھے دنیا میں کہیں بھی آزادی نہیں تھی۔ علامہ اقبال کا خیال یہ ہے کہ مسلمانوں کو پھر بہت بڑی سلطنت ملنے والی ہے۔ سلطنت عثمانیہ جو تھی وہ تین براعظموں پر تھی افریقہ، ایشیا کا بڑا حصہ (کہ مغلوں کی یہاں بھی حکومت تھی) اور آدھا یورپ۔ اتنی بڑی حکومت یا اس سے بڑی حکومت اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دوبارہ دینے والا ہے۔ 'ذہن ہندی' علامہ کا خیال ہے کہ اب اسلام غالب ہوگا تو یہاں جنوبی ایشیا کے لوگ اس کے Pioneer ہوں گے، عرب نہیں ہوں گے۔ عرب 1258ء میں ختم ہو چکے۔ آج بھی عربیوں کے پاس بہت پیسہ ہے لیکن وہ عالم اسلام کے رہنما نہیں ہے۔ 'نطق اعرابی' ہاں قرآن وحدیث ہوگا دین کی بنیاد پر وہ اسلام کا غلبہ ہوگا لیکن اب 'ذہن ہندی' اس کے آگے چلے گا اور اس کو لیڈ کر رہا ہوگا۔

اثر کچھ خواب کا غنچوں میں باقی ہے تو اے بلبل!
''نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی''

کچھ لوگ جاگ رہے ہیں کچھ سو رہے ہیں، علامہ کہہ رہے ہیں فارسی کا مصرع انہوں نے لکھ دیا کہ اور زور سے بولو تا کہ جو سو رہے وہ بھی جاگ جائیں۔ اپنی دعوت کو پھیلاؤ، عام کرو، گلی گلی محلے محلے پہنچ جاؤ کہ اسلام کا غلبہ ہونے والا ہے۔ اسلام غالب ہونے والا ہے ساری دنیا میں اسلام آنے والا ہے۔ اس بات کو عام کرو۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اس کا رد کر سکے کہ حدیثوں میں ہے۔ کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جو اس کا رد کر سکے۔ بلکہ عام لوگوں میں جذبہ پیدا کرنے والی چیز ہے کہ ہاں! اسلام غالب ہونے والا ہے؟ چلو کرتے ہیں

تڑپ صحنِ چمن میں، آشیاں میں، شاخساروں میں
جُدا پارے سے ہوسکتی نہیں تقدیرِ سیمابی

مسلمان Dynamic ہوتے ہیں، حرکت کرتے ہیں جہاد کا جذبہ ہے، کام کرنے کا جذبہ ہے۔آپ نے اگر پارہ دیکھا ہو جو تھرمامیٹر میں ہوتا ہے تو اس کا اگر ایک قطرہ گرادو تو وہ ہلتا رہتا ہے۔تو مسلمان بھی اسی طرح ہے Dynamic ہے، متحرک رہتا ہے، جذبہ ہے کہ کام کرنا چاہیے بس۔تو مسلمان سے یہ جذبہ کوئی چھین نہیں سکتا۔صرف اس کو توجہ دلانے والی بات ہے کہ یہ کام کرنے کا ہے۔

وہ چشمِ پاک بیں کیوں زینتِ برگستواں دیکھے
نظر آتی ہے جس کو مردِ غازی کی جگر تابی!
ضمیرِ لالہ میں روشن چراغِ آرزو کر دے
چمن کے ذرّے ذرّے کو شہیدِ جستجو کر دے

لوگوں میں یہ جذبہ بیدار کردو کہ محمد ﷺ کا دین ساری دنیا میں غالب ہونے والا ہے، محمد ﷺ کو ماننے والے آپ کا ساتھ دیں گے اور اس کے لیے کام کرو، آرگنائز کرو لوگوں کا ذہن بناؤ۔

سرشکِ چشمِ مسلم میں ہے نیساں کا اثر پیدا
خلیل اللہؑ کے دریا میں ہوں گے پھر گہر پیدا
کتابِ ملّتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا!

محمد ﷺ حضرت اسماعیل کی اولاد ہیں اور ایک حدیث میں الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص تین پشتوں سے مسلمان ہے وہ بنی اسماعیل ہے، اس میں عربوں کا جیسے جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔تو ہم مسلمان ہیں اور ہم حضور ﷺ کی طرح بنی اسماعیل ہیں۔تو ابراہیم کی اولاد میں پھر جذبہ پیدا ہوگا اور دنیا میں اسلام غالب ہوگا۔خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کو کہا جاتا ہے۔

ربود آں ترک شیرازی دلِ تبریز و کابل را
صبا کرتی ہے بوئے گل سے اپنا ہم سفر پیدا!

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!

اگر خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوگیا ہے تو اس پر زیادہ غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے اور ہزاروں ستارے ڈوبتے ہیں تو سحر پیدا ہوتی ہے۔

جہانبانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا!

حکومت کرنا آسان ہے اس سے پہلے یہ سوچنا کہ ہم غلطی کہا کر رہے ہیں ہم ادھر جا رہے ہیں جانا تو ادھر چاہیے۔ ہم امریکہ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں جانا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے۔ یہ سوچ پیدا کرنا ذرا مشکل ہے یہ جذبہ پیدا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ پھر کامیاب بھی کر دیتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا!

لیڈر جلدی پیدا نہیں ہوتے، بازار سے نہیں ملتے۔ وہ جذبہ پیدا کرنا ہے۔ آپ جذبے کو عام کرو کوئی نہ کوئی بندہ اٹھ جائے گا تو کام ہوجائے گا۔ کوئی بڑا سارا گراؤنڈ ہوتا ہے کھیل کا میدان، جس میں نوجوان بچے ہوتے ہیں کوئی ادھر کھیل رہا ہے کوئی ادھر کھیل کود رہے ہیں۔ کبھی کوئی ایسا نوجوان آجاتا ہے جس میں تنظیمی صلاحیتیں ہوتی ہیں وہ کہتا ہے کہ چلو دو ٹیمیں بن جاؤ کبڈی کھیلو۔ باقی کھیلوں کے لیے تو کوئی چیز درکار ہوتی ہے فٹ بال چاہیے کوئی گیند یا اور کوئی چیز چاہیے، کرکٹ کے لیے بھی سامان چاہیے ہوتا ہے۔ چلو بھئی گیارہ بندے ادھر ہوجاؤ گیارہ ادھر، باقی دیکھنے والے گول چکر بنا لو اور درمیان میں کبڈی ہو رہی ہے۔ تو آرگنائزیشن چاہیے، ایسے باصلاحیت لوگ امت میں پیدا ہوجائیں تو یہ ساری قوم کو رستہ دکھا سکتے ہیں۔ ہر بندہ لیڈر نہیں ہوتا لیکن ایک لیڈر آجائے تو پوری قوم سیدھی ہوجاتی ہے۔ تو لیڈر مشکل سے پیدا ہوتے ہیں لیکن وہ تلاش کرنے سے ہی ہے۔ آپ عام کرو شاید کوئی لیڈر پیدا ہوجائے شاید کوئی جذبہ پیدا ہوجائے شاید اللہ تعالیٰ کسی کو بھیج دے۔

نوا پیرا ہو اے بلبل! کہ ہو تیرے ترنّم سے
کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا!

تم اس دعوت کو اتنا عام کرو کہ اس غلام قوم میں آزادی کا جذبہ بیدار ہو جائے اور وہ طاقتور دشمن اور مشکل حالات کا مقابلہ کر سکیں۔

ترے سینے میں ہے پوشیدہ رازِ زندگی کہہ دے
مسلماں سے حدیثِ سوز و سازِ زندگی کہہ دے

ہم مسلمانوں کے پاس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں ہیں، یہ عام کرو۔ کون روکتا ہے؟ کوئی بھی نہیں روک رہا، نہ کوئی قانون ہے۔ درس قرآن ایک ایسی چیز ہے جس پر آج کے دور میں بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔ نہ اجازت لینے کی ضرورت ہے، نہ کہیں اطلاع دینے کی ضرورت ہے۔ باقی ہر کام کے لیے اجازت لینی پڑتی ہے۔ تو قرآن کی باتیں پھیلانے میں کون سی پابندی ہے۔ تو اے مسلمانو! تمہارے پاس یہ ایک بہت بڑا راز ہے کہ اسلام دنیا میں غالب آنے والا ہے، اس کو عام کیوں نہیں کرتے تم بتاؤ کون سی رکاوٹ ہے۔ کوئی نبی تو آئے گا نہیں، محمد ﷺ پر ختم نبوت ہے اب تو عام لوگوں نے یہ کام کرنا ہے جو کر رہا ہے اس کا ساتھ دو یا خود کام کرو۔

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو، زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

اللہ نظر نہیں آتا ہم اس اللہ کی زبان ہیں قرآن اللہ کا کلام ہے ہمارے پاس ہے ہم بولتے ہیں ہم اللہ کی بات کہہ رہے ہوتے ہیں ہماری زبان اللہ کی زبان ہے۔ اور جیسا میں نے پہلے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک خاندان میں نبوت آنے پر جہاد کا جذبہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ جو کام کرانا چاہتا ہے وہ کسی کے ذریعے سے کراتا ہے۔ پہلے صحابہ کے ذریعے کرایا ابو جہل کو مروانا تھا تو صحابہ کے ذریعے مروایا۔ آج بھی اللہ تعالیٰ اگر امریکہ کو مروائے گا تو مسلمانوں کے ذریعے مروائے گا۔ گویا تم اللہ کا ہاتھ ہو، اللہ نے کسی کو تھپڑ مارنا ہو تو تمہارے ہاتھ سے مروائے گا۔ تو جذبہ پیدا کرنا چاہیے وہ سوچ پیدا کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کر دے گا۔ اللہ کے لیے حالات پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے لیکن پہلے وہ بندہ چاہیے جو تھپڑ مارنے والا ہو۔ بندہ

نہیں لڑتا دل لڑتا ہے۔ کسی کو روکنے کے لیے، کسی کو کسی کام پر آمادہ کرنے کے لیے پہلے اندر جذبہ ہو کہ یہ کام ہوگا اور یہ نہیں ہوگا۔ یقین اور ایمان پیدا کرو پھر کام کیسے نہیں ہوگا۔ کام تو ہوسکتا ہے لیکن ایمان کمزور ہے۔

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں، وہ کارواں تو ہے

آسمانوں سے اوپر ہے ہماری منزل۔ ستارے بھی بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ہم تو اللہ کی رضا چاہتے ہیں، ہم تو جنت کے متلاشی ہیں۔

مکاں فانی ، مکیں آنی ، ازل تیرا ، ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو، جاوداں تو ہے!

حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور مسلمان آخری امت ہیں۔ ختم نبوت ہے تو ختم امت بھی ہے۔ مسلمانوں کے بعد قیامت تک کوئی امت آنے والی نہیں ہے۔ تمہارے پاس اللہ کا آخری پیغام اور آخری کلام ہے اس پیغام کو پڑھو سمجھو اور عام کرو۔

حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تری نسبت براہیمی ہے، معمارِ جہاں تو ہے!

تمہارا خونِ جگر یعنی اندر کا جذبہ ہی دنیا میں رونق کا باعث ہے۔ تمہاری حضرت ابراہیم سے خصوصی نسبت ہے جس طرح انہوں نے کعبہ بنایا تھا دنیا کو توحید کا راستہ دکھادیا اس طرح تم بھی اسلامی دنیا تعمیر کرو یعنی ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی جدوجہد کرو۔

تری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی
جہاں کے جوہرِ مضمر کا گویا امتحاں تو ہے!

امریکہ میں 1998ء میں ایک کتاب چھپی تھی Fukuyama نے لکھی "The End of History" کہ جو امریکہ نے ترقی کرلی ہے اس سے آگے ترقی ممکن ہی نہیں ہے۔ اینڈ آف ہسٹری ہوگئی یعنی اسی پر دنیا ختم ہوجائے گی۔ اس پر دنیا ختم نہیں ہوسکتی، اللہ نے اس لیے دنیا پیدا نہیں کی تھی۔ وہ تو اللہ نے اپنے دین کے لیے پیدا کی ہے، محمد ﷺ کے لیے پیدا کی

ہے ان کا دین دنیا میں غالب ہوگا تو اس کے بعد ختم ہوگی اس سے پہلے ہو ہی نہیں سکتی۔ تو دنیا میں امکان اسی کا ہے کہ محمد ﷺ کا دین آئے گا اور ہم اس کے امین ہیں۔ ہمارے ہاتھ سے وہ کام ہونا ہے تو کیوں نہ کیا جائے۔ یہ دنیا مغرب اور یورپ کے لیے نہیں بنی، بے حیائی کے لیے نہیں بنی، شیطان کے لیے نہیں بنی، وہ تو ناجائز قبضہ کیے بیٹھے ہیں ناجائز کام کررہے ہیں۔ اللہ نے جس کام کے لیے کائنات بنائی ہے زمین بنائی ہے انسان پیدا کیا ہے ہم مسلمان اس کے امین ہیں وہ جذبہ ہمارے پاس ہے۔ ہم اب کام نہیں کررہے ہیں نکمّے ہیں وہ الگ بات ہے لیکن اگر ہم جاگیں گے تو دنیا میں محمد ﷺ کے دین کا غلبہ ہوگا اس کے بعد کہیں دنیا ختم ہوگی اس کے بغیر ہو نہیں سکتی۔ تو جو کام اتنا یقینی ہے وہ کیوں نہ کیا جائے۔

امکان موجود ہے، دنیا بھلائی چاہتی ہے۔ جیسے ہمارے دین کی خبریں اور اچھی باتیں اخبار میں نہیں چھپتیں، سیاسی خبریں اور دوسرے ڈرامے چھپتے ہیں۔ اسی طرح یورپ میں بھی اچھے لوگ ہیں...... اچھے لوگ ہر معاشرے میں ہوتے ہیں، مکے میں بھی اچھے لوگ تھے، ابوبکرؓ جیسا انسان مکے ہی میں تھا۔ محمد ﷺ آئے، ان اچھے لوگوں کو اکٹھا کیا، ایمان لے آئے تو جذبہ پیدا ہوگیا۔ امریکہ و یورپ میں بھی اچھے بندے موجود ہیں، ہزار میں ایک ہی سہی بہرحال ہیں، ان کو بھی اس نظام سے دکھ ہے کہ یہ بدمعاشی، یہ حرام خوری، یہ بے حیائی، بے پردگی نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن ہم آگے بڑھیں تو کوئی ساتھ دے گا۔ جیسے ہماری آواز یہاں میڈیا تک نہیں جاتی ان کی آواز امریکہ میں میڈیا پر کیسے جائے گی۔ آپ کھڑے ہوجائیں لوگ آپ کا ساتھ دیں گے۔

جہانِ آب و گِل سے عالمِ جاوید کی خاطر
نبوّت ساتھ جس کو لے گئی، وہ ارمغاں تو ہے!
یہ نکتہ سرگزشتِ ملتِ بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے

سارے مذہب ایشیا میں پیدا ہوئے۔ یورپ میں ایک مذہب بھی نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تو ادھر فلسطین میں آئے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں تو ادھر ہیں، حضرت محمد ﷺ ہیں تو ادھر ہیں تو ایشیا مذہب کی سرزمین ہے۔ یورپ و امریکہ کا عروج ہے اس کے جواب میں ایشیا

سے عروج ہونے والا ہے۔ ایشیا کا عروج مذہب کا عروج ہے اسلام کا عروج ہے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا ، عدالت کا ، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

کوئی لمبی چوڑی صلاحیتیں نہیں چاہئیں صداقت یعنی سچ بولنا چاہیے۔ عدالت یعنی عدل وانصاف اور شجاعت ہونی چاہیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دنیا میں حکومت دے دے گا۔ آج ہمارے ہاں عدل نہیں ہے۔ جو آدمی عام زندگی کے معاملات میں انصاف نہیں کر سکتا اسے حکومت مل جائے تو وہ انصاف کیسے کرے گا؟ پہلے وہ کردار چاہیے۔ اپنے اندر پیدا کرو کہ میں نے انصاف کرنا ہے کچھ بھی ہو کسی کا حق نہیں کھانا کسی پر زیادتی نہیں کرنی کسی پر ظلم نہیں کرنا۔ یہ کردار ہو جائے اللہ تعالیٰ دنیا کی امامت دے دے گا۔ آپ ایسے ہزاروں آدمی جمع کر دیں لوگوں کی ایسی تربیت کر دیں تو انقلاب آجائے گا۔ پہلے ہمارے ملک میں آجائے تو پھر پوری دنیا میں آجائے گا۔ تم صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا سبق تو پڑھو۔ اسلام کیوں نہیں آرہا کبھی آپ نے سوچا ہے؟ اس وقت کوئی پارٹی اس کی اہل نہیں ہے کہ اس کو حکومت دے دی جائے تو وہ اسلام لے آئے گی۔ جو مذہبی جماعتیں ہیں اور جو مذہب کا نام لے رہے ہیں ان سب کو اکٹھا کر کے حکومت دے دیں کہ اسلام لے آؤ تو بھی وہ نہیں لا سکتے۔ انقلاب ایسا آسان نہیں ہے۔ حکومت ملے تو کیسے چلانی ہے؟ جو ارب پتی اور وڈیرے لوگ ظلم کر رہے ہیں ان سے کون آنکھوں میں آنکھیں ڈال بات کرے گا؟ بندے چاہئیں جذبہ چاہیے کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ حق ہے اور ایسا ہی ہوگا۔ بس ایسے لوگ چاہئیں جس دن ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے اس دن انقلاب آجائے گا۔

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہاں گیری، محبت کی فراوانی

اسلامی تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ ہر شخص دوسرے کو اپنا بھائی سمجھے، کسی سے دشمنی، عداوت نہ ہو، الفت ومحبت اور خیر خواہی کا ماحول ہو۔

بُتانِ رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی

آج ہمارے ہاں قومیں ہیں برادریاں ہیں الیکشن میں پتہ چلتا ہے کہ جس قوم کے ووٹر زیادہ ہوں وہ جیت جاتا ہے۔ اسلام کا جذبہ کہاں ہے کہ اہل بندے کو ووٹ دینا ہے، ہر کوئی اپنی برادری کے بندے کو ووٹ دیتا ہے کہ چوری ڈاکہ لوٹ مار ہو جائے تو برادری کا بندہ ہی کام آئے گا۔ ایسی سوچ سے اسلام تو نہیں آسکتا۔ اس جذبے کو ختم کرنا ہوگا اسلامی جذبہ پیدا کرنا ہوگا۔

میانِ شاخساراں صحبت مرغِ چمن کب تک!

ترے بازو میں ہے پروازِ شاہین قہستانی

تم قہستانی شاہین کی طرح بلندترین پرواز کرسکتے ہو (تمہارے اندر ساری دنیا کو فتح کرنے کی صلاحیت ہے) تو باغ کے درخت کی شاخوں پر بیٹھے رہنے کی کیا ضرورت ہے۔

گمان آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا

بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیلِ رہبانی

مسلمانوں میں ایک جذبہ ہے جو باقی دنیا کی کسی قوم میں نہیں ہے کہ ایک دور آئے گا جو عدل وانصاف کا ہوگا اسلام کا غلبہ ہوگا۔ باقی دنیا میں تو کہیں کوئی امید بھی نہیں ہے۔ ہمارے پاس دنیا کو دینے کے لیے اتنی بڑی قیمتی چیز ہے ہم دے نہیں رہے۔ ہمیں خود یقین نہیں ہے دنیا کو کیا دیں گے۔ ہم شرماتے ہیں کہ قرآن کی بات کر رہا ہے، دین کی بات کر رہا ہے، نماز روزے کی بات کر رہا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کر رہا ہے۔ دنیا میں کسی کے پاس کوئی پروگرام نہیں کہ دنیا میں امن و امان ہو جائے گا۔ اب دجال کا دور آنے والا ہے وہ یہودی تو بے حیائی چاہتے ہیں ہر کوئی ایسے ہو جائے ایسے ہو جائے۔ یہودیوں کے لوٹ مار اور بے حیائی اور عیاشی کو عام کرنے کے نہ جانے کیا کیا منصوبے ہیں؟ اگر اسلام آنا ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دی ہے تو ان کے منصوبے کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ان کو روکنا ہمارا کام ہے ہمیں روکنا چاہیے ہمیں اس کے خلاف بولنا چاہیے پڑھنا چاہیے۔

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے

وہ کیا تھا، زورِ حیدرؓ، فقرِ بوذرؓ، صدقِ سلمانی

اگر تم بھی دنیا سے استبداد (ظلم وستم) کو مٹانا چاہتے ہو تو اپنے اندر اسلاف والی صفات پیدا کرو،

زورِ حیدر، فقر بوذر اور صدقِ سلمانی۔ اگر اپنے ملک میں نظام خلافت کا قیام چاہتے ہو تو ان صفات کو اپنا کر پہلے اپنے اندر اس کی قابلیت پیدا کرو۔

ہوئے احرارِ ملت جادہ پیما کس تجمّل سے
تماشائی شگافِ در سے ہیں صدیوں کے زندانی
ثباتِ زندگی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں
کہ المانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی

المانی جرمن قوم کو کہتے ہیں۔ ترک اپنے محکم ایمان کی وجہ سے جرمن سے زیادہ جذبے والے نکلے ہیں۔

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

انسان میں جب ایمان پیدا ہو جائے جذبہ پیدا ہو جائے تو پھر اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

نظریات لڑتے ہیں، جذبہ لڑتا ہے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

جس کی نگاہ میں اتنی طاقت ہو اس کے بازو میں کتنی طاقت ہوگی جذبہ چاہیے بس جذبہ ہو تو کہنے کے انداز میں فرق ہوتا ہے وہ بات اثر کر جاتی ہے۔

ولایت، پادشاہی، علم اشیا کی جہاں گیری
یہ سب کیا ہیں، فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں

ایمان پیدا کر لو جذبہ پیدا کر لو۔ اللہ کی زمین ہے یہاں اللہ کا حکم نافذ ہونا چاہیے۔ یہ دنیا شیطان کے لیے نہیں بنی۔ یہ محمد ﷺ کے لیے بنی ہے، وہ آخری پیغمبر ہیں ان کی تعلیمات ہیں قرآن ہے اس کو بننا ہے۔ باقی سب اس دنیا میں ناجائز قابض ہیں۔ یہ جذبہ ہو آپ نکلیں اللہ تعالیٰ

مدد کرے گا۔ اللہ کافروں کی مدد کرے گا؟ برے لوگوں کی مدد کرے گا؟ اللہ تعالیٰ تو محمد ﷺ کے پیروکاروں کی مدد کرے گا لیکن محمد ﷺ کے پیروکار ہیں کہاں؟ سچے پیروکار تو نہیں ہیں جو پولیٹیکل اسلام کا نعرہ لگائیں وہ ہیں اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے نمائندے، اللہ ان کی مدد کرے گا۔ لیکن ہم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں

جذبہ مشکل سے پیدا ہوتا ہے اگر ہو بھی جائے تو پھر بہانے ہو جاتے ہیں یوں کرلو، یوں کرلو، ذرا پہلے یہ کام کرلو، یہ کام ہے۔ جذبہ پیدا ہو تو پھر اس کو لے کر چلنا چاہیے اس کو سنبھالنا چاہیے اس جذبے کو پالنا چاہیے۔

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیّت ہے
حذر اے چیرہ دستاں! سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

محمد ﷺ نے جو دین پہنچایا قرآن مجید کی تعلیمات پہنچائیں اس میں برادری ازم نہیں ہے۔ محمد ﷺ عرب تھے، ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں، لیکن حضرت بلال جیسا آدمی جو غلام بھی تھا رنگ کے اعتبار کالا حبشی، اس کو بھی آپ ﷺ نے اتنی عزت دی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر، جو اپنی وفات سے تین مہینہ پہلے حج کیا ہے، اس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا: **لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ**، آج کے بعد کسی عربی کو کسی غیر عربی پر کوئی فضیلت نہیں، حالانکہ حضور ﷺ خود عرب ہیں۔ عرب ایک لکیر ہے، اِدھر پیدا ہو جائے تو جنت میں جائے گا اُدھر پیدا ہو جائے تو جہنم میں جائے گا۔ یہ کون سا اسلام ہے۔ اب لاہور ہے ادھر واہگہ کا بارڈر ہے، اِدھر لاہور ہے ادھر اتنا ہی دور امرتسر ہے۔ اب یہ تو کوئی اصول نہیں کہ جو لاہور میں پیدا ہو وہ جنت میں جائے اور جو امرتسر میں پیدا ہو وہ جہنم میں جائے۔ یہ عربی یا عجمی ہونا، کالا یا گورا ہونا یہ فضیلت کا کوئی اصول نہیں ہے۔ جو اللہ کا کہنا مانتا ہے جو محمد ﷺ کا کہنا مانتا ہے وہ کامیاب ہے۔ ان چیزوں کو ختم کرنا چاہیے برادری ازم اسلام کے ساتھ نہیں چل سکتا ہے۔ محمد ﷺ تو ختم کر کے گئے تھے۔ ہمارے ہاں یہ برادری ازم اسلام کے پھیلانے میں رکاوٹ ہے۔ ہم خود رکاوٹ ہیں۔ اللہ کے ہاں کیا اجر پائیں گے۔ کس

منہ سے کہیں گے کہ ہمیں جنت چاہیے۔ اسلام کی تعلیمات پر تو ہم عمل نہیں کر رہے۔ ہم تو آگے بیریئر لگا کے بیٹھے ہیں کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا ہمیں نہیں چاہیے۔ اللہ کی پکڑ آگئی تو بچنا مشکل ہے۔

حقیقت ایک ہے ہر شے کی، خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرّے کا دل چیریں

اللہ نے یہ کائنات بنائی ہے اور چھوٹی سے چھوٹی چیز لے لو یا بڑی سے بڑی، سب میں اللہ کا ایک ہی اصول چل رہا ہے۔ یہ نظام شمسی ہے یہ سورج ہے اور اس کے گرد نو سیارے ہیں بڑے بڑے زمین اور مریخ اور دوسرے جو چکر لگا رہے ہیں۔ اور ایٹم کو دیکھو تو وہ خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا۔ جنہوں نے سائنس پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ ایٹم میں بھی ایک نیوٹرون ہوتا ہے اور اس کے بعد پروٹون ہوتا ہے اور اس کے بعد الیکٹرون ہے وہ چکر لگا رہے ہیں، اس میں بھی نظام شمسی ہے۔ معلوم ہوا کہ جس نے یہ کائنات بنائی ہے اسی نے ہی یہ ایٹم بھی بنایا ہے اور ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہو رہی ہے۔

یقیں محکم ، عمل پیہم ، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مَردوں کی شمشیریں

مسلمان بننے کے لیے کیا چاہیے؟ یقین محکم یعنی پختہ ایمان اور عمل پیہم یعنی مسلسل عمل، وقفہ نہیں ہونا چاہیے، چوبیس گھنٹے اور ہفتے کے سات دن۔ اور محبت فاتح عالم، حضرت محمد ﷺ جدید دور کے فاتح ہیں یعنی اوپنر ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی ایک ایک بات تفصیلات کے ساتھ موجود ہے، تاریخ ہے کتابیں ہیں معلومات ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی اتنی محفوظ نہیں ہے۔ اُس زمانے میں لکھنے پڑھنے کا رواج ہی نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی زندگی محفوظ نہیں ہے اور محفوظ بھی ہو تو کسی وجہ سے وہ اشاعت ہی نہیں کر سکے اور وہ جہاد بھی نہیں کر سکے، کل تین سال تو ان کا دور رسالت ہے پھر اللہ نے انھیں اٹھا لیا تھا۔ ایک عام انسان اگر کہے میں عیسیٰ علیہ السلام کی سنت پر عمل کروں گا تو وہ یہ کیسے کر سکتا ہے ان کی زندگی کے حالات میسر ہی نہیں ہے۔ واحد پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں جن کی زندگی دنیا میں ایک ایک باریک بینی کے ساتھ موجود ہے ایسے کماؤ ایسے کھاؤ ایسے گھر ایسے باہر ایسے جہاد ایسے یہ جذبہ ایسے یہ ہونا چاہیے۔ کوئی اور انسان ہے ہی نہیں جس کی

ساری زندگی میسر ہو۔ یہ تین چیزیں آپ کرلو اللہ تعالیٰ تمہارے کام میں برکت دے دے گا۔ محمد ﷺ کے طریقے پر چلو اور مسلسل عمل کرو حرکت اور ایمان ہونا چاہیے۔

چہ باید مرد را طبع بلندے ، مشربِ نابے

دلِ گرمے ، نگاہِ پاک بینے ، جانِ بیتابے

دنیا میں اسلام لانا ہے تو اس کے لیے کیا چاہیے؟ علامہ کہہ رہے ہیں طبع بلندے یعنی مزاج بڑا اچھا ہونا چاہیے۔ خوش اخلاقی سے ملنا، جی کر کے ملنا، مسکرا کے ملنا۔ آپ کسی سے بات کرلیں وہ آپ کا ساتھی بن جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: **تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ،** تمہارا اپنے بھائی سے ملتے ہوئے مسکرا دینا یہ صدقہ ہے۔ ہنس کے کسی سے مل لینا بات کر لینا وہ آپ کے ساتھ مل جائے گا آپ کی بات سن لے گا۔ اور آپ غصے میں ہیں یا موڈ آف ہے تو کون سنے گا۔ تو انسان کا مزاج اچھا ہونا چاہیے۔ مشربِ نابے جو زندگی گزارنے کا طریقہ ہے مسلک ہے اس میں برداشت ہونی چاہیے دوسروں سے Accommodate کرنا چاہیے۔ دلِ گرمے دل سرگرم دل ہر وقت حرکت کرتا رہتا ہے، خون پمپ کرتا رہتا ہے، دل میں کام کرنے جذبہ ہر وقت ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہے کہ عشاء کے بعد دین کا کوئی کام پڑ گیا تو آپ کل کریں گے، میں اب لیٹ گیا ہوں۔ کپڑے بدل لیے ہیں اب میں سو رہا ہوں۔ کسی وقت بھی کوئی کام پڑ جائے تو میں حاضر ہوں کوئی مسئلہ نہیں۔ نگاہ پاک بینے، پاک نگاہ جہاں نگاہ پڑنے کی دین میں اجازت ہے وہاں دیکھنا ہے جہاں نہیں ہے وہاں نہیں دیکھنا۔ ایسی نگاہ والے کم ہیں بہرحال اللہ کرے کہ ایسے ہو جائیں۔ پاک نگاہ ہونی چاہیے۔ جانِ بے تابے، بے تاب جان چاہیے۔ کام کیوں نہیں ہو رہا، کام کرنے میں لگے ہوئے ہیں نتیجہ کیوں نہیں نکل رہا؟ اور محنت کرو اور محنت کرو۔ ایک اچھا مسلمان بننے کے لیے اس کے علاوہ تو کچھ نہیں چاہیے۔

عقابی شان سے جھپٹے تھے جو بے بال و پر نکلے

ستارے شام کے خونِ شفق میں ڈوب کر نکلے!

ہوئے مدفونِ دریا زیرِ دریا تیرنے والے

طمانچے موج کے کھاتے تھے جو، بن کر گہر نکلے!

غبارِ رہ گزر ہیں، کیمیا پر ناز تھا جن کو
جبینیں خاک پر رکھتے تھے جو، اکسیر گر نکلے!
ہمارا نرم رو قاصد پیامِ زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بے خبر نکلے
حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے
جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے!
زمیں سے نوریانِ آسماں پرواز کہتے تھے
یہ خاکی زندہ تر، پائندہ تر، تابندہ تر نکلے!

حدیث میں ہے کہ اگر کوئی بندہ خلوص سے اللہ کی عبادت کر رہا ہے اور اللہ کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے کہتا ہے جنہوں نے آدم کو پیدا کیے جانے کے فیصلے پر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ یہ آدم تو جھگڑے کرے گا اور قتل و خون کرے گا۔ اللہ کہتا ہے دیکھو وہ بندہ نماز پڑھ رہا ہے، یہ اسی آدم کی اولاد ہے۔ انٹرنیٹ کا زمانہ ہے اور موبائل ہر آدمی کے پاس ہے یہ پھر بھی تہجد پڑھ رہا ہے۔ تو ایسا بندہ بننا چاہیے جس کی اللہ بھی تعریف کرے۔

جہاں میں اہل ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے، اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے، اِدھر نکلے!

زمین فٹ بال کی طرح گلوب ہے، سورج ایک جگہ ہے۔ یہ زمین گھوم رہی ہے زمین کا جو حصہ سورج کے سامنے آجاتا ہے وہاں دن ہوتا ہے اور جو پیچھے چلا جاتا ہے وہاں رات ہوتی ہے۔ مسلسل گھوم رہی ہے اور مسلسل دن رات بدل رہا ہے۔ تو مسلمان بھی اسی طرح ہیں کبھی ادھر شکست ہو جاتی ہے تو یورپ میں مسلمانوں کا غلبہ ہو جاتا ہے، کبھی ادھر غلبہ ہو جاتا ہے تو ادھر شکست ہو جاتی ہے۔ دنیا اسی طرح چلتی رہتی ہے تو مسلمانوں کو ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ کبھی ایک محاذ پر شکست ہو جائے یا پیچھے ہٹنا پڑے کوئی بات نہیں دنیا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کرتا رہتا ہے۔ ہمت سے پھر کام لو اللہ تعالیٰ پھر فتح دے دے گا اور پھر کامیاب کر دے گا۔

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیر ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیر ملت ہے

ایمان چاہیے، یقین ہو کہ جو اللہ نے کہا ہے جو محمد ﷺ نے کہا ہے وہ ہو کر رہنا ہے، دنیا ادھر سے ادھر ہو سکتی ہے لیکن یہ کہ جو محمد ﷺ کہہ گئے ہیں وہ ہونا ہے، اسلام کا غلبہ ہونا ہے، یہ یقین ہو جائے تو کام کرنے کو میدان کھلا ہے۔ کام کرو۔ اسلام کا کام کرنے کے لیے کوئی یہ نہیں ہے کہ تمہارے پاس جائیداد کتنی ہے اور تمہاری آمدنی کتنے لاکھ ہے اور تمہارا کاروبار کتنا بڑا ہے یہ نہیں ہے یعنی جس کے پاس کوئی ہنر نہیں ہے وہ بھی کام کر سکتا ہے۔ ہر آدمی اس میں شریک ہو سکتا ہے۔

تو رازِ کن فکاں ہے، اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا

خودی کا راز داں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا

اللہ نے کسی مقصد کے لیے یہ دنیا بنائی ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ محمد ﷺ آ جائیں گے پھر قرآن آ جائے گا پھر اسلام غالب ہو جائے گا پھر یوں ہو جائے گا پھر یوں ہو جائے گا پھر غلامی کا دور آ جائے گا اور پھر اسلام دوبارہ غالب آ جائے گا۔ یہ کام ابھی ہونا ہے اور اللہ نے ہمیں اس دور میں پیدا کر دیا ہے۔ اللہ کے ہر کام میں حکمت ہے، اللہ نے ہمیں اس دور میں پیدا کیا ہے تو اس دور کا کام ہمارے ذمے ہے، ہمیں کرنا ہی کرنا ہے، اللہ نے آپ کو صلاحیت دی ہے، اللہ نے آپ کے اندر Talent رکھا ہے تبھی تو اس دور میں پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کی استعداد سے زیادہ کام نہیں دیتا ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾۔ اگر آپ کے اندر اس دور میں کام کرنے کی صلاحیت نہ ہوتی تو اللہ اس دور میں پیدا نہ کرتا۔ وہ صلاحیت ہے لیکن ہم اس کو استعمال نہیں کر رہے۔ آپ فیصلہ کریں کہ کام کرنا ہے اللہ تعالیٰ حالات پیدا کر دے گا۔ آپ کے لیے ماحول بن جائے گا، ساتھی مل جائیں گے کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ لیکن صرف یہ جذبہ چاہیے کہ وہ کام کرنا ہے باقی ساری چیزیں باقی سارے Ambitions ایک طرف رکھ دیں بعد میں کر لیں گے کوئی بات نہیں، جو محمد ﷺ کے دین کی ذمہ داری ہے وہ پہلے ادا کرنی ہے، کام ہو جائے گا۔

جیسے سرکاری ترجمان ہوتا ہے جو لوگوں کو بتا رہا ہوتا ہے کہ کیبنٹ کی میٹنگ ہوئی ہے وزیراعظم نے یہ میٹنگ کی ہے۔ اسی طرح ہم اللہ کے ترجمان ہیں۔ قرآن ہمارے پاس ہے دنیا کو بتانا ہے کہ اللہ یہ چاہتا ہے یہ چاہتا ہے۔ کوئی ہم سے یہ پوچھے کہ کیا چاہتا ہے؟ تو پتا تو ہمیں بھی نہیں قرآن ہم نہیں پڑھتے تو کیا جواب دیں گے۔ تو قرآن پہلے خود پڑھنا چاہیے پھر بتائیں گے

کہ اللہ یہ چاہتا ہے اس پر عمل کرو۔ قرآن کو عام کرنا چاہیے قرآن پہلے پڑھو پہلے خود پڑھنا ہوگا پھر آپ کو آگے پہنچانا ہوگا۔ اپنے وقت کو تقسیم کرلو کہ اس وقت قرآن سیکھنا ہے پڑھنا ہے پڑھانا ہے، اتنا وقت دعوت و تبلیغ کے لیے ہے اتنا لوگوں کو پہنچانے کے لیے ہے۔ پھر ہی کام ہو سکے گا۔

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا

مغرب نے لسانی بنیادوں پر ملک بنا دیے ہیں۔ یہ بنگلہ دیش ہے یہ ترکی ہے یہ عربی ممالک ہیں یہ سارا غلط ہے۔ یورپ کو تقسیم کر دیا، یہ جرمنی زبان بولنے والا ہے، یہ فرانسیسی بولنے والا ہے، یہ برطانوی بولنے والا ہے۔ الگ الگ ملک بنا دیے۔ یہ سارا انسان دشمنی ہے۔ انسان تو سارے ایک ہیں۔ سب کو اللہ نے پیدا کیا ہے، سب آدم و حوا کی اولاد ہیں۔ تم اپنے عمل سے ظاہر کرو کہ ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ اگر ہم اپنے محلے میں بھائی بھائی نہیں رہ سکتے تو یورپی اور چینی کے ساتھ کیسے بھائی بھائی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ ثابت کریں اپنے طرزِ عمل سے، اپنی گفتگو سے لہجے سے کہ جو مسلمان ہے وہ میرا بھائی ہے۔ چاہے وہ کہیں کا رہنے والا ہو بس وہ میرا بھائی ہے اور جو مسلمان نہیں ہے وہ چاہے پنجاب کا رہنے والا ہو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ ہندی، وہ خراسانی، یہ افغانی، وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل! اُچھل کر بے کراں ہو جا

ان باتوں سے نکل جاؤ، مسلمان ساری دنیا میں ایک ہیں۔ کوئی چین میں رہتا ہے جاپان میں رہتا ہے امریکہ میں برطانیہ میں پاکستان میں سب مسلمان بھائی ہیں ہمارے۔ اپنے خونی رشتہ دار سے جو مسلمان نہیں ہے اس سے چین میں رہنے والا مسلمان کلمہ گو میرا زیادہ بھائی ہے۔ بس یہ جذبہ ہونا چاہیے، لیکن یہ جذبہ آج ہے نہیں۔ علامہ اقبال ہی نے جواب شکوہ میں کہا ہے کہ ؎

یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو — تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

یعنی آدمی اپنے آپ کو سیّد لکھتا ہے کوئی مرزا لکھتا ہے کوئی افغان اور کوئی اور برادری لکھ رہا ہے۔ مسلمان ہونے پہ کوئی فخر نہیں ہے، حالانکہ وہ مسلمان بھی ہے۔ یہ برادری ازم ختم کر دینا چاہیے۔

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغِ حرم! اڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا

مسلمان کو شاہین سے تشبیہ دی ہے کہ تیرے پروں پر مٹی لگی ہوئی ہے ان پر کوئی میل کچیل ہے یہ برادری ازم ہے اور یہ فلانی برادری ہے یہ چیمہ ہے یہ چٹھا ہے یہ راجپوت ہے یہ سید ہیں یہ قریشی ہیں یہ فلانے ہیں۔ پھر اتحاد کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ برادری ازم ہے تو برادری ازم ہی رہے گا۔ پہلے اپنے اوپر سے یہ مٹی جھاڑ لو۔ تم اللہ کے بندے ہو تم محمد ﷺ کے امتی ہو سارے بھائی بھائی ہیں بس۔

خودی میں ڈوب جا غافل! یہ سر زندگانی ہے
نکل کر حلقہ شام و سحر سے جاوداں ہو جا

سوچو تم کون ہو؟ انسان کیا ہوتا ہے؟ محمد ﷺ کے امتی ہونے کا مطلب کیا ہے؟

مصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہو جا

قرآن مجید ہی میں ہے کہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ علامہ اقبال نے اسی کو اردو میں الفاظ دیے ہیں کہ

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

کافروں کے ساتھ مقابلہ ہو تو سخت لوہا اور دوستوں کی محفل ہو تو کوئی بات نہیں۔ کوئی زیادتی کر دے کوئی اچھی روٹی خود لے لے باسی اس کو دے دے تو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن دشمن کے ساتھ مقابلہ ہو تو سب سے زیادہ سخت۔

گزر جا بن کے سیل تند رو کوہ و بیاباں سے
گلستاں راہ میں آئے تو جوئے نغمہ خواں ہو جا
ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

قرآن کے علاوہ کوئی کتاب دنیا میں ہے ہی نہیں۔ تورات بھی اصلی نہیں ہے وہ خود کہتے کہ یہ اصلی نہیں ہے۔ انجیل بھی اصلی نہیں ہے۔ تو قرآن کے علاوہ کون سی کتاب ہے جو محفوظ

ہے۔ جو اللہ کا کلام ہے وہ ہمارے پاس ہے۔ ہمیں وہ عام کرنا چاہیے کہ چھپا کے رکھنا چاہیے؟

ابھی تک آدمی صید زبونِ شہر یاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے!

امریکہ نے افغانستان میں لاکھوں انسان مار دیے، ویت نام میں لاکھوں مار دیے۔ جنگ ہوتی ہے لاکھوں مار دیتے ہیں۔ کتا کتے کو نہیں کھاتا، شیر شیر کو نہیں کھاتا لیکن انسان انسان کو کھا جاتا ہے۔ اپنی ہوس ملک گیری پیسہ چودھراہٹ کے لیے لاکھوں کو مار دیتا ہے۔ جو انسان اسلام کے اصول کے خلاف کرتا ہے وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ قرآن مجید میں ہے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلّ گدھے سے بھی بدتر ہے وہ آدمی جو اسلامی اصول پر عمل نہیں کرتا۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے!

موجودہ تہذیب میں چمک دمک بہت ہے، صفائی ہے شیشے لگے ہوئے ہیں لائٹیں ہیں یہ جھوٹے نگ لگے ہوئے ہیں پلاسٹک کے نگ ہیں اس میں حقیقت نہیں ہے۔ کوئی انسان کے ساتھ سچ بولنے کو تیار نہیں ہے، دھوکہ ہے ہر چیز دو نمبر ہے۔ اصلی چیز لانا بازار سے مشکل ہے۔ کوئی لا کر دکھا دے۔ ہر آدمی رو رہا ہے۔ یہ پوری تہذیب دجالی تہذیب ہے، دجال کے معنی دھوکہ دینا چکر دینا ہوتا ہے یہ دجالی تہذیب ہے۔ ایک نمبر چیز بازار سے لے آنا تقریباً ناممکن ہے۔ تو ایسا دور آنا چاہیے کہ جس میں آنکھیں بند کر کے سودا لے آئے یہ تو اسلام کا دور ہو سکتا ہے اور تو کوئی دور ہو ہی نہیں سکتا۔ مغربی دور میں تو یہ نہیں ہو سکتا۔

وہ حکمت ناز تھا جس پر خرد مندانِ مغرب کو
ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغ کارزاری ہے!
تدبّر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدّن کی بنا سرمایہ داری ہے

ہائے پیسہ، یہ مغرب کی ساری تعلیم ہے ساری ملٹی نیشنلز اسی کے لیے ہیں، سارے یہودی دولت جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اب تو حکومت بھی تاجروں کی ہوتی ہے۔ پہلے

بادشاہ اور ہوتے تھے اب تو تاجر ہیں وہ مؤثر ہیں، ان کی پالیسیاں چلتی ہیں وہ آتے ہیں اور پیسہ بناتے ہیں۔ ہمارے 50 سال میں یہی ہوا امریکہ یورپ برطانیہ میں بھی یہ ہو رہا ہے۔ وہاں ہم سے بھی زیادہ مقدمات ہیں ان پر۔ حکمران بن کے پیسہ لوٹتے ہیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی، جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
خروش آموزِ بلبل ہو، گرہ غنچے کی وا کر دے
کہ تو اس گلستاں کے واسطے بادِ بہاری ہے

اس دنیا میں اچھی باتیں قرآن میں ہیں، انسان کی فلاح اور انسان دوست نظریہ قرآن کے علاوہ کہیں نہیں ہے۔ اور وہ قرآن ہمارے پاس ہے۔ اور ہم نے اسے چھپا کر رکھا ہے۔ قرآن ہمارے پاس ہے اور ہم نہ اسلام غالب کریں گے نہ ہوگا۔ یہ اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے۔ اللہ چاہے تو کسی اور قوم کو توفیق دے دے گا۔ جس دن اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرے گا کہ اس قوم میں جان باقی نہیں ہے تو اس قوم کو تباہ ہونے میں ایک دن کی مہلت بھی شاید نہ ملے۔ ہمیں سیدھا ہونے کے لیے مہلت مل رہی ہے لہٰذا توبہ کرنی چاہیے۔

پھر اُٹھی ایشیا کے دل سے چنگاری محبت کی
زمیں جولانگہ اطلس قبایانِ تتاری ہے!
بیا پیدا خریدار ست جانِ ناتوانے را
''پس از مدت گذار افتاد بر ما کاروانے را''

نظم کا آخری بند فارسی میں ہے اس کا آخری شعر بہت اہم ہے۔ طلوع اسلام یعنی اسلام کے غلبے کی بات ہو رہی ہے۔ علامہ کہہ رہے ہیں:

''بیا تا گل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرح دیگر اندازیم''

اپنے اندر جذبہ پیدا کرنا چاہیے کہ ہم بھی یہ کام کریں گے لیکن جب تک یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا جو لوگ پہلے سے یہ کام کر رہے ہیں ان پر پھول برساؤ، ان کی خدمت کرو، ان کو ویلکم کرو۔ کچھ لوگ

ہم سے پہلے کام کر رہے ہیں۔ اور جیسے جلوس نکلتا ہے کچھ لوگ جلوس میں شریک ہوتے ہیں کچھ لوگ ان کے لیے سبیل لگا دیتے ہیں کہ پانی پیو جی ٹھنڈا پانی پیو۔ تو ہم جب تک اس جذبے میں آ کر خود اس میں شریک نہیں ہوتے اس وقت آؤ جو لوگ پہلے سے دین کے غلبے کے لیے کام کر رہے ہیں ان پر پھول برسائیں اور ان کو ٹھنڈا پانی پلائیں۔ اس خدمت سے جذبہ پیدا ہو جائے گا، اسی سے بات آگے بڑھ جائے گی۔ فلک شگاف نعرے لگا دیں، زندہ آباد کے نعرے لگا دیں، بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ جذبہ پیدا ہوگا ان کی حوصلہ افزائی ہوگی جو پہلے کر رہے ہیں آپ میں جذبہ پیدا ہوگا آپ کو سن کے کسی آدمی کے اندر جذبہ پیدا ہوگا۔ تو یہ کام اسی طرح آگے بڑھ سکتا ہے کہ ہم اپنے حصے کا کام کریں۔ کبھی سیڑھیاں چڑھنی ہوتی ہیں اور ایک ہی راستہ ہوتا ہے رش ہے اوپر چڑھنا ہے اگر کہیں بندے رک جائیں تو نہ کوئی آ سکتا ہے نہ جا سکتا ہے، اگلی سیڑھی والے چڑھیں گے تو پچھلے آگے بڑھیں گے۔ تو ہم اس وقت رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، ہم دین کے نام پر جمع ہیں، کوشش کر رہے ہیں لیکن آگے نہیں بڑھ رہے۔ جو آگے نہیں بڑھ رہا وہ پچھلے والوں کا راستہ روکے کھڑا ہے۔ وہ آگے قدم اٹھائے اگلی سیڑھی پر چڑھ جائے پیچھے اور آ جائیں گے۔ تو ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔ ہمارے اندر جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔ ہمیں خود فیصلہ کرنا چاہیے کہ آگے بڑھنا ہے۔ امکان ہے ہر بندے کے وسائل ہیں اس میں قدم بڑھانا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ صرف فیصلے کی بات ہوتی ہے کہ آج کے بعد یوں کر دینا ہے۔ سونے سے تھوڑا سا وقت فارغ کر لیں، کوئی کھیل کود سے نکال لیں، کچھ گھر کا بجٹ کم کر دیں، اس میں سے پیسے نکال لیں، وقت بھی ہے پیسہ بھی ہے دین کے کام میں لگا دیں، اللہ برکت دے دے گا اور حالات پیدا ہو جائیں گے۔ بہت وقت ہے بہت پیسہ ہے بہت وسائل ہیں لیکن ہم اس سے گریز کر کے اس سے دور رہ کر خود اپنے وسائل کو غلط جگہ استعمال کر رہے ہیں اور اپنے وقت کو بھی غلط جگہ استعمال کر رہے ہیں۔ ہر کوئی اپنے بارے میں سوچ کے دیکھے اس کو پتہ چلے گا کہ وقت بھی بہت ہے اگر دین پر عمل کریں تو پیسہ بھی بہت ہے وسائل بھی بہت ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان باتوں کی سمجھ اور ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ارضِ مقدس فلسطین اور قابض اسرائیلی آبادکار

ابو فیصل محمد منظور انور

ع
اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سرِ آدم ہے ، ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی

اسرائیلی ناجائز ریاست کے قیام کا باقاعدہ ایک منصوبہ تھا جس کا تاریخی پس منظر کچھ یوں ہے۔ 1895ء میں ورلڈ جیوش کونسل اور ورلڈ زائنسٹ آرگنائزیشن نے سوئٹزرلینڈ کے شہر باصل میں منعقدہ ایک اجلاس میں اسرائیلی ریاست کے قیام کا فیصلہ کیا تھا۔ اگلی صدی میں صیہونیوں اور یہودیوں نے اپنے اہداف حاصل کرنے کے اس منصوبے کا آغاز کر دیا تھا، جسے پروٹوکول آف دی ایلڈر آف زائن کہا جاتا ہے۔ تاہم اس کا باقاعدہ آغاز 1917ء میں بالفور ڈیکلریشن کے تحت کیا گیا۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد عالمی طاقتوں نے ایک منصوبہ بندی کے تحت خلافت عثمانیہ کو ختم کر کے اس کے کئی ٹکڑے کر کے کئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر کے اپنے ایجنٹ مسلط کر دیے اور 1948ء میں ایک ناجائز صیہونی ریاست کی بنیاد رکھ دی گئی۔ مثل مشہور ہے کہ ”آگ لینے آئی تھی اور گھر کی مالکن بن گئی“ کے مصداق یہودیوں نے نا صرف ارض مقدس فلسطین قبلہ اول مسجد اقصیٰ پر ناجائز قبضہ جما لیا بلکہ وہ اب کئی اور عرب ممالک کے علاقوں پر بھی قابض ہے اور مزید توسیع پسندانہ عزائم رکھتا ہے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے ایک موقع پر اپنے خطاب میں اسرائیل کو مغرب کا ناجائز بچہ قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان اس ناجائز ریاست کو کبھی تسلیم نہیں کرے گا۔ یروشلم میں مسجد اقصیٰ ہے جو مسلم دنیا کا اہم ترین مقدس

مقام اور قبلہ اول ہے۔ جرمنی سے نکالے گئے یہودیوں کو جو پوری دنیا میں پھیل چکے تھے انھیں باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کے تحت یہاں لاکر آباد کیا گیا۔ اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم اور اسکی جارحیت کو نہ روکا گیا تو وہ اپنے سرپرستوں کی آشیر باد سے مسلمان ممالک کے مزید علاقوں پر قابض ہوسکتا ہے۔ خلافت راشدہ کے زمانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں عیسائیوں نے اپنی کتابوں میں لکھی نشانیاں دیکھ کر یروشلم کے دروازے کھول کر بیت المقدس کی چابیاں ان کے حوالے کر دی تھیں اور حضرت عمر نے اس وقت یہودیوں کو اس بات کی جازت دی تھی کہ وہ یہاں آکر اپنے مقدس مقامات کو دیکھ سکتے ہیں مگر ان کو یہاں آباد ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ خلافت عثمانیہ کے خاتمے تک یہ شرط برقرار رہی۔ مگر عالمی طاقتوں کی ملی بھگت اور آشیر باد سے یہودیوں نے بدعہدی کرتے ہوئے یہاں وسیع پیمانے پر آبادکاری شروع کر دی۔ اس طرح فلسطینیوں اور یہودیوں کے درمیان تنازعے کا آغاز ہوگیا۔ مسلمانوں کے نزدیک قرب قیامت میں یہی اسرائیلی ریاست دجال کا عالمی مرکز ہوگا، یہودی اسی مرکز کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔ گریٹر اسرائیل کا یہی نقشہ ہے جس میں یہودی (معاذاللہ) مدینہ منورہ کو بھی شامل کرنا چاہتے ہیں۔

صدیوں سے آباد فلسطینیوں کی زمینیں ان سے زبردستی چھین کر ان کے مقامات مسمار کر کے دنیا بھر سے یہودیوں کو لا لا کر یہاں آباد کیا گیا اور ایک سازش کے تحت ارض فلسطین پر ان کا قبضہ کروایا گیا ہے۔ 1917ء کے جیوش قانون کے مطابق یہ صرف یہودیوں کی ریاست ہے اور یہ مقبوضہ مشرقی یروشلم کبھی بھی فلسطینیوں کو واپس نہیں کریں گے۔ 1967ء میں عربوں اور اسرائیل کے مابین جنگ ہوئی۔ امریکہ اور مغربی ممالک کی مکمل حمایت سے عالمی قوانین کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے اسرائیل نے پڑوسی عرب ممالک مصر، شام، اردن اور لبنان کے کئی حصوں پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد 1973ء جنگ کپور ہوئی جس میں مصر شام اردن نے حصہ لیا اور دیگر مسلم ممالک نے بھی حمایت کی۔ اس جنگ میں سینکڑوں فلسطینی شہید اور ہزاروں اسرائیلی ہلاک ہوئے۔ قریب تھا کہ فلسطین کا کوئی حل نکل آتا مگر امریکہ اور مغربی ممالک کی منافقت کے باعث اس تنازعے کا کوئی حل نہ ہوسکا۔ امریکہ اور مغربی ممالک ہمیشہ اپنے بغل بچے اسرائیل کی مدد کو آجاتے ہیں اور اس بار بھی ایسا ہوا جب اسرائیل کی حمایت میں امریکہ اور مغربی ممالک ایک

ہو گئے اور یو این او، جو بڑی طاقتوں کی باندی ہے، نے بھی کوئی عادلانہ اور منصفانہ حل پیش کرنے کی بجائے اور فلسطینیوں کو ان کا جائز حق دلوانے کی بجائے الٹا اسرائیل کو تھپکی دے کر مظلوم فلسطینی عوام کے قتل عام کا لائسنس دے دیا۔ وہ دن اور آج کا دن یہودی مظلوم فلسطینی عوام عورتوں بچوں کو گاجر مولی کی طرح بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کرتے آ رہے ہیں۔ دوسری طرف مسلم دنیا جن کے آپس کے اختلافات عروج پر ہیں، ان سے مظلوم فلسطینی عوام کو وہ حمایت کبھی نہیں ملتی جس کے وہ ہمیشہ طلبگار رہے ہیں بلکہ عرب لیگ اور نام نہاد 'او آئی سی' کسی واضح حکمت عملی اور عملی اقدام کی بجائے ہمیشہ زبانی جمع خرچ کرنے اور اعلانات کرنے تک محدود رہتی ہے۔ سات عشروں میں لاکھوں فلسطینی شہید ہو چکے اور ان کی اگلی نسلیں بھی بے یار و مددگار کسمپرسی کے عالم میں اپنی زندگیاں گزارنے پر مجبور ہیں مگر طاغوتی طاقتوں کی رکھیل نام نہاد انجمن اقوام متحدہ UNO میں بیٹھے بے ضمیر عناصر نے اسرائیلی مظالم کا کبھی بھی نوٹس نہیں لیا بلکہ الٹا حماس کو دہشت گرد تنظیم بنا کر پیش کرتے ہیں۔ جس سے حوصلہ پا کر صیہونی ریاست نے جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل کی قراردادوں کو جوتے کی نوک پر رکھا ہوا ہے۔ مظلوم فلسطینیوں کی نسل کشی میں اقوام متحدہ بھی برابر کی شریک ہے جس میں بیٹھے منافقین مسلم دشمنی میں سارے عالمی اصول اور اخلاقیات بھول کو چکے۔ کسی بھی غیر مسلم ملک میں کسی کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو سلامتی کونسل فوری حرکت میں آ جاتی ہے اور عملی اقدامات کیے جاتے ہیں مگر دنیا میں نہتے مسلمان وسیع پیمانے پر قتل کیے جا رہے ہیں تو اس ادارے میں بیٹھے بے حس عناصر کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ مشرق وسطیٰ میں ہی ماضی میں صابرہ شتیلہ مہاجرین کیمپوں پر بم باری کر کے ہزاروں فلسطینی شہید کئے گئے تھے اور کشمیر، روہنگیا، افغانستان، عراق، شام میں لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہائی گئیں اور اتنے ہی اپنے گھروں سے جبری طور پر بے دخل کئے گئے، جن کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ ایک خدا پر ایمان رکھنے والے توحید پرست مسلمان ہیں مگر اقوام متحدہ میں بیٹھے عناصر کا اور نہ ہی عالمی ضمیر جاگا۔ غزہ میں محصور اور مہاجرین کے کیمپوں میں بنیادی سہولتوں سے محروم رہ کر سالوں سے اپنی جانی و مالی قربانیاں دے کر بھی وہ آزادی کی پرامن جدوجہد جاری رکھے ہوئے تھے مگر ان پر مظالم کی انتہاء کر کے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ عورتوں اور معصوم بچوں کی لاشیں اٹھا اٹھا کر شاید

اب مظلوم فلسطینیوں کا صبر جواب دے چکا ہے۔ مگر اب بھی وہ اقوام متحدہ اور اقوام عالم سے امیدیں وابستہ کیے ہوئے ہیں کہ شاید عالمی ضمیر جاگ جائے اور ان کی اسرائیل سے آزادی کا خواب پورا ہو جائے۔ عالمی ضمیر جھنجوڑنے کے باوجود انھیں انصاف نہ مل سکا اس طرح وہ اپنے دفاع میں اب وہ ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہوئے ہیں وہ تو ملت اسلامیہ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ کیونکہ قبلہ اوّل بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ تو ساری امت مسلمہ کے لیے محترم اور مقدس عبادت گاہ کا درجہ رکھتے ہیں جبکہ امت مسلمہ ابھی تک خوابِ غفلت میں پڑی ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کے مصداق کوئی اہم کردار ادا کرتی نظر نہیں آتی ہے۔۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں فرمان ہے۔۔:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا O الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا O (النساء:75-76)

”اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کے راستے میں نہ لڑو اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس شہر سے نکال دے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنا دے اور ہمارے لئے اپنی بارگاہ سے کوئی مددگار بنا دے۔ ایمان والے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کفار شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں تو تم شیطان کے دوستوں سے جہاد کرو بے شک شیطان کا مکروفریب کمزور ہے“۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں روس کی طرف سے انسانی ہمدردی کی نبیاد پر غزہ میں جنگ بندی کی قرارداد کو امریکہ اور برطانیہ نے ویٹو کر کے دنیا کو اپنا اصلی چہرہ دکھا دیا ہے۔ جس میں روس 15 ممبران میں سے 9 کی حمایت حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے 6 ممالک نے قرارداد کی ووٹنگ میں حصہ ہی نہ لیا۔ یہ امریکہ برطانیہ اور مغرب کی مسلم دنیا کے ساتھ منافقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جبکہ مسلم دنیا کیلئے جو مغرب سے دوستی کا دم بھرتے ہیں ان کے منہ پر زوردار طمانچہ

ہے۔اسرائیل کی طرف سے غزہ میں ظلم و بربریت اور انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں جاری ہیں۔امریکہ اور کئی مغربی ممالک نے کھل کر اسرائیل کی حمایت شروع کر رکھی ہے۔امریکی بحری بیڑہ اسرائیل کی مدد کے لیے پہنچ چکا اور امریکی صدر جو بائیڈن نے کھل کر اسرائیل کی امداد کرنے اور حماس کی مخالفت کا بیان دیا ہے۔منافقت کی انتہا ہے کہ وہ اسرائیل کو غزہ کی ناکہ بندی ختم کرنے کے بیانات بھی دے رہا ہے۔خوراک ادویات اور پانی کی عدم دستیابی کے باعث غزہ کی صورت حال وسط اکتوبر سے انتہائی حد تک خراب اور ابتر ہے۔ جہاں ہزاروں فلسطینیوں کی مزید ہلاکتیں ہونے کے خدشات ہیں ۔ اسرائیلی ناکہ بندی کے باعث فلسطینی عوام بنیادی اور طبی سہولتوں سے بھی محروم گھروں سے بے گھر کھلے آسمان تلے زندگیاں گزارنے پر مجبور ہیں۔ اسرائیلی افواج انھیں جبری طور پر غزہ خالی کرنے کی دھمکیاں دے رہی ہیں۔اور ساتھ ہی وہاں سے نکلنے والے فلسطینیوں کے قافلوں پر حملے کر کے انھیں شہید کر رہی ہیں۔

اس صورت حال میں اسلامی ملکوں اور انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں کی طرف سے غزہ میں امدادی سامان کے چند ٹرک بھجوائے جانے کی اطلاعات ہیں۔موجودہ جنگ میں اسرائیلی طیاروں کی وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں غزہ کا 42 فیصد علاقہ تباہ ہو چکا ہے۔تادم تحریر 4700 سے زائد فلسطینی شہید ہو چکے جن میں دو ہزار بچے ایک ہزار خواتین اور 21 صحافی ہیں، جبکہ 1 لاکھ 64 ہزار 756 عمارتیں تباہ جن میں 205 سکول 29 ہسپتال تباہ ہوئے۔ہزاروں افراد کے زخمی ہونے اور ملبے تلے دبے ہزاروں افراد کے بھی شہید ہونے کے خدشات ظاہر کیے جا رہے ہیں ۔لاکھوں خاندان بے گھر ہو چکے ہیں۔ ہسپتالوں ،سکولوں اور رہائشی علاقوں پر وحشیانہ بمباری کر کے اقوام متحدہ کے چارٹر اور عالمی قوانین کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی۔اسرائیل کی طرف سے اقوام متحدہ کے عملے پر حملہ کیا گیا مگر کوئی ایکشن لینے کی بجائے یواین او خاموش ہے۔مسلم ممالک کو اقوام متحدہ اور امریکہ یا مغربی ممالک سے امیدیں وابستہ کرنے اور مزید وقت ضائع کرنے کی بجائے باہمی اتفاق سے کھل کر سامنے آ کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے۔کیونکہ اقوام متحدہ فلسطینیوں کو ان کا حق دلوانے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ سے یہودیوں کے تحفظ کے لیے کوشاں رہی ہے اور شاید آخری فلسطینی باشندے کی شہادت کی منتظر ہے۔جبکہ یہودی

گریٹر اسرائیل کے منصوبے کی تکمیل کے لیے سرگرم ہیں۔

اس بار حماس کی طرف سے اسرائیل کے خلاف جرات مندانہ کارروائی کے بعد سعودی عرب، مصر، شام، ایران اور لبنان کی تنظیم حزب اللہ اور کئی دیگر ممالک کی طرف سے فلسطینیوں کے حق میں بیانات روشنی کی نئی کرن اور قابل تحسین ہیں۔ بے شک ان ممالک کی حمایت سے آزادی کیلئے سرگرم حماس تنظیم اور فلسطینیوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور دنیا کے کئی دیگر ممالک میں بھی اسرائیلی جارحیت کی مذمت اور فلسطینی مجاہدین کی حمایت میں مظاہرے ہونا قابل تحسین ہے۔ یورپی یونین کی طرف سے انسانی بنیادوں کی بنا پر غزہ میں امدادی اشیاء بھیجے کی اطلاع ہے جس سے دنیا میں نئی صف بندی اور بدلتی صورت حال کا پتہ چلتا ہے۔

57 کے قریب مسلم ممالک کے حکمران اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے مغربی ممالک کی گود میں بیٹھے ہیں۔ آزادی کی جنگ لڑنے والے فلسطینی بے سروسامانی کے عالم میں شمع آزادی جلائے سر پر کفن باندھے اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ حماس جنگ آزادی لڑنے والوں کی نمائندہ تنظیم ہے جو اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ موجود جنگ فلسطینی مسلمانوں پر مسلط کر دی گئی ہے اب جہاد مسلم دنیا پر لازم ہو چکا ہے۔ مسلم دنیا کی عملی طور پر اس جنگ سے علیحدہ رہنے کی پالیسی اور مظلوم فلسطینیوں کو ان ظالموں کے رحم وکرم پر بے یارومددگار چھوڑنا کسی بھی طرح مناسب اور مسلم دنیا کے قطعاً مفاد میں نہیں ہے۔ عالم کفر تو اسلامی دنیا کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے مگر بدقسمتی سے مسلم حکمران اپنے ذاتی اقتدار کی خاطر مسلم عوام کو طفل تسلیاں دے کر وقت گزارنے اور خاموش کرانے میں مصروف ہے۔ اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ مسلم دنیا کو تر نوالہ سمجھتا ہے اور اس کے اقدامات اور مظالم کے سامنے مسلم حکومتوں کی خاموشی یا بے بسی پر سوالیہ نشان ہے؟۔ آخر کب تک یہ ظلم و بربریت کا راج قائم رہے گا۔ ایک نہ ایک دن اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں ان مسلم ممالک کی بھی باری آنے والی ہے جبکہ اسلام دشمن تو اسلامی ملکوں کو ایک ایک کر کے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ اللہ نہ کرے اسلام دشمن طاقتیں اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب ہوں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) است

عبد اللہ ابراھیم

(یہ مضمون 19 ستمبر سے 22 اکتوبر 2023ء کے اہم واقعات کا احاطہ کرنے کی سعی ہے)

1 حماس کے مجاہدین کا اسرائیل پر حملہ اور غزہ پر اسرائیلی حملے

7 اکتوبر کو یوم کپور (یہودیوں کا مذہبی دن) پر اور 1973ء جنگ کے 50 ویں سال پر حماس جو کہ غزہ کو کنٹرول کرتی ہے، نے اسرائیل پر بھرپور حملہ کیا۔ یہ حملے بری، بحری اور فضائی تھے اگرچہ اس میں عام ٹیکنالوجی ہی استعمال کی گئی مگر مجاہدین کی جرأت اور ان کے غیر متوقع ہونے کی وجہ سے اسرائیل کا بھرپور نقصان ہوا۔ ابتدا سے ہی اسرائیلی نقصان سینکڑوں میں تھا اور تادمِ تحریر یہ اموات بڑھ کر 1400 ہو چکی ہیں۔ ان حملوں کا نشانہ اسرائیلی فوج اور اسرائیل کی مقبوضہ بستیوں میں رہائشی اسرائیلی تھے۔ یہ پچھلے 50 سال میں اسرائیل کا سب سے بڑا نقصان ہے۔ 200 افراد کا قیدی بنایا جانا بھی اسرائیل کے لئے ایک دھچکا ہے۔ اسرائیل اس حملے کے بعد غضب ناک ہے۔ پچھلے 15 دن سے وہ غزہ میں شہری علاقوں پر بمباری کر رہا ہے اور اس سے 4300 فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔ اسرائیل غزہ کی پٹی پر جو کہ روئے زمین پر سب سے بڑی کھلی جیل ہے، زمینی حملہ کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے مزاحمت کو مکمل کچلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ادھر فلسطینی علاقے میں بجلی، پانی اور دیگر سہولیات منقطع کر دی گئی ہیں اور انسانی زندگی اجیرن ہو گئی ہے۔

عالمی میڈیا جو کہ زیادہ تر اسرائیل کے زیر اثر ہے، وہ حماس پر لڑائی شروع کرنے کا

الزام لگا رہا ہے حالانکہ یہ لڑائی 7 اکتوبر سے شروع نہیں ہوئی بلکہ اسرائیلی غاصبانہ قبضہ کی 75 سال سے زائد کی تاریخ ہے جس کے تحت فلسطینیوں کو ان کی زمینوں سے بے دخل کیا گیا ان پر زندگی تنگ کر دی گئی اور ان کو قیدیوں کی سی زندگی گزارنے پر مجبور کیا گیا اور محض اس کے خلاف آواز بلند کرنے پر ذلت قید اور تشدد ان پر تھوپ دیا گیا اور اب ان کی کچھ جوابی کارروائی پر تاریخ کو ان کے حملے سے شروع کرنا بڑی بد دیانتی ہے۔ پھر مغربی کنارے کی فلسطینی آبادی میں کوئی غزہ حماس نہیں اور اس کو سیکولر لوگ چلا رہے ہیں وہاں بھی ایسے ہی مظالم ہیں اور مسلسل ظلم و زیادتی ہے اور پچھلے پندرہ دن میں وہاں بھی 71 شہادتیں ہوئی ہیں۔ پھر دنیا فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم کو بھول کر اسرائیل سے تعلقات بحال کرنے کی بات کر رہی تھی اور عرب ممالک اسرائیل کو تسلیم کرنے کی طرف بڑھ رہے تھے اور معاہدے کرنے ہی والے تھے۔ لہٰذا کچھ لوگوں کی رائے میں یہ حملہ بروقت کیا گیا ہے۔ تاکہ دنیا کی توجہ اصل مسائل کی جانب دلائی جا سکے

ے اب کوچہ دلبر کا رہرو، رہزن بھی ہو تو بات بنے
پہرے سے عدو ٹلتے ہی نہیں اور رات برابر جاتی ہے

اور اس راستے میں کچھ لوگ شہادت پا گئے ہیں تو ہمیں اس پر فخر ہونا چاہیے کہ کچھ لوگ ابھی بھی خدا کی راہ میں اپنے خون سے اس کی سچائی کی گواہی دینے والے موجود ہیں

ع ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی

اور اس دجالی دور کے عروج میں بے بسی کی موت سے پسند کردہ طریقے سے شہادت بہت بہتر ہے

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ے مرے چارہ گر کو نوید ہو، صف دشمناں کو خبر کرو
وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر، وہ حساب آج چکا دیا

اب اس لڑائی میں جو کہ بچوں اور خواتین کی شہادت ہے ہمیں اس سے اپنے جذبے کو مہمیز دینی چاہیے اور اس کو نمایاں بھی کرنا چاہیے تاکہ مغربی علاقوں میں رہنے والے لوگ اگر ان کی فطرت کچھ سلامت ہے تو اس پر غور کر کے جاگ سکیں۔ تاہم ان کا شہادت پانا اور اس دنیا سے جنت میں جانا ہمارے لئے باعث رشک ہے

ے

ہاں، جاں کے زیاں کا ہم کو بھی افسوس ہے لیکن کیا کیجیے
جو راہ ادھر کو جاتی ہے مقتل سے گزر کر جاتی ہے

ہمارے لئے کرنے کا کام یہی ہے کہ ہم اپنے فلسطینی مسلمان بھائیوں کے حق میں دعا کریں، ان کی مالی امداد کریں، ان پر مظالم کے خلاف احتجاج کریں اور اسے سوشل میڈیا پر (اگر پہلے ہی استعمال کرتے ہیں تو) نمایاں کریں، تا کہ مسلمانوں میں بیداری ہو، مسلمان حکومتوں پر دباؤ ہو اور وہ کسی عملی اقدام کا سوچیں اور غیر مسلم لوگ جو کہ ابھی اگر کچھ فطرت پر ہیں تو وہ اپنے اندر جھانکنے پر مجبور ہوں اور خود مکمل دین پر عمل شروع کریں تا کہ اگر یہاں ایسے حالت ہوں تو ہم اس کے لئے تیار ہوں اور اخروی کامیابی حاصل ہو سکے۔

2 فلسطینی مزاحمت کے بعد دنیا کا واضح ہوتا منظر نامہ

اسرائیل پر حملے اور پھر اس کی جوابی کارروائیوں سے دنیا مزید واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو رہی ہے۔ ایک طرف امریکہ برطانیہ مکمل طور پر اسرائیل کی غیر مشروط حمایت کر رہے ہیں۔ یورپی یونین ذرا سی پیچھے ہے مگر وہ بھی اسرائیل کی حمایتی ہے۔ اس دھڑے کو بھارت کی غیر مشروط حمایت بھی حاصل ہو گئی ہے۔ دوسری طرف چین اور روس اس میں فلسطین کی مناسب حمایت کر رہے ہیں اور مسلمان ممالک بیانات کی حد تک فلسطین کا ساتھ دے رہے ہیں۔ تاہم ایران اور حزب اللہ اس میں زیادہ نمایاں ہیں بلکہ حزب اللہ نے حملہ بھی کیا اور اس کی کچھ شہادتیں بھی ہوئیں اور ہو سکتا ہے کہ حماس کو ایران روس چین یا کسی طاقت کی عملی مدد بھی حاصل ہو۔

اسرائیل اپنی تدبیروں پر مطمئن تھا کہ وہ عرب ممالک سے تعلقات قائم کر لے گا اور بھارت اپنی ترقی اور نئی بھارت مشرق وسطیٰ یورپ معاشی راہداری پر نازاں تھا مگر اس واقعے نے دونوں کے خواب ایک دفعہ تو مسمار کر دیے ہیں۔ آخری زمانے میں احادیث میں عرب اور ہند دونوں میں بیک وقت لڑائی کا ذکر ہے۔ موجودہ صورتحال اس کو بھی احادیث سے ہم آہنگ کر دیتی ہے کیونکہ اسرائیل جو کچھ فلسطینی لوگوں سے کر رہا ہے بھارت اسے اپنے پاس موجود مسلمانوں پر دہرانا چاہتا ہے اور اس طرح یہ فطری اتحاد پر عملی طور پر نظر آ رہا ہے۔

3 اسرائیلی مظالم اور عوامی سطح پر مغربی ممالک میں اس کے خلاف مظاہرے

اسرائیلی جوابی حملے بمباری اور مظالم نے ایک مثبت اثر یہ کیا ہے کہ مغربی دنیا میں رہنے والے جن میں اکثریت عیسائی ہیں اوران کی فطرت اگر کچھ باقی ہے تو وہ غور کررہے ہیں اور وہ اس صورتحال کے خلاف اپنے ممالک میں مظاہروں میں بھی شریک ہیں۔قرآن کے مطابق عیسائی مسلمانوں سے نزدیک ہیں اور پھر یروشلم ان کا بھی مقدس مقام ہے۔اگرچہ عیسائیوں کی بڑی تعداد اسرائیل کی حمایت کرتی ہے تاکہ اسرائیلی حکومت قائم ہو اور پھر پیشین گوئیوں کے مطابق دوبارہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آئیں۔تاہم بڑی تعداد میڈیا کے سحر سے نکل کر فلسطین پر مظالم کے خلاف احتجاج کررہی ہے۔سوشل میڈیا کا بھی اس میں ایک حد تک کردار رہا۔امید ہے کہ یہ تبدیلی آئندہ مزید مثبت تبدیلیوں کا باعث ہوگی۔

4 پاکستان میں نواز شریف کی وطن واپسی

بالآخر 21 اکتوبر کو نواز شریف صاحب پاکستان پہنچ گئے۔ان کو عدالت نے 24 اکتوبر تک حفاظتی ضمانت دے دی تھی۔اسی رات انہوں نے لاہور میں ایک جلسے سے خطاب کیا اور نسبتاً نرم، مفاہمت پر مبنی اور معاشی ترقی کا بیانیہ عوام کے سامنے رکھا۔مسلم لیگ ن کا پچھلا دورِ حکومت جو کہ 2013ء تا 2018ء تھا، معاشی لحاظ سے بہت بہتر تھا مگر اس کے بعد ملکی مقتدرہ جن میں فوجی سپہ سالار ہی سب سے نمایاں ہوتا ہے ان کے خلاف ہوگئی اور ان کو ہٹا کر عمران خان کی پشت پناہی کرکے ان کو لایا گیا، پھر مقتدرہ ان سے بھی ان کی کارکردگی کی بنیاد پر بددل ہوگئی اور ایک اتحادی حکومت آئی جو کہ پی ڈی ایم کے پلیٹ فارم سے حکومت میں رہی۔اس کی کارکردگی بھی نہایت کمزور تھی۔اگرچہ پی ڈی ایم میں ن لیگ ہی سب سے نمایاں تھی مگر اب وہ مقتدرہ کے قریب آ گئی ہے اور یونہی معلوم ہوتا ہے کہ اب انہیں مقتدرہ کی حمایت حاصل ہے۔گویا ہمارا سفر دائروں کا سفر ہے۔ 2018ء میں عمران خان وزیرِاعظم بنے تو نواز شریف جیل میں تھے اور اب نواز شریف لوٹے ہیں تو عمران خان جیل میں ہیں۔تاہم نواز شریف کی واپسی سے سیاسی صورتحال بہتر ہوئی ہے۔ہونا یہی چاہئے کہ الیکشن کی تاریخ کا اعلان ہو، سب کو حصہ لینے کا موقع ہو۔منصفانہ انتخابات کے تحت انتقالِ اقتدار ہو جائے اور ہر ادارہ اپنی حدود میں کام کرے۔

5 پاکستان کی معاشی صورتحال میں نسبتاً بہتری کے آثار

پاکستان کی معاشی صورتحال میں کچھ بہتری ہو رہی ہے ڈالر کی قدر 280 روپے سے نیچے آ گئی ہے۔ ڈیزل اور خاص طور پر پٹرول کی قیمتوں میں کمی ہوئی ہے۔ ایران اور افغانستان کی سرحدوں پر سمگلنگ کی روک تھام کے لئے اقدامات کیے جا رہے ہیں اور سرحدی سیکورٹی اداروں پر بھی کنٹرول رکھا جا رہا ہے۔ اس سے بدحالی کچھ کنٹرول ہوگی اور عوام کچھ آسانی میں آئیں گے۔ تاہم بڑے مسائل جن میں قرض اور سود کا بوجھ، درآمدات پر انحصار وغیرہ وہیں موجود ہیں اور ایک طویل مدت حکمت عملی کے ذریعے ہی ان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ تاہم یہ وقتی اقدامات بھی غنیمت ہیں۔

6 عدلیہ کا سپریم کورٹ طریق کار بل کی توثیق

پچھلے چیف جسٹس کے دور میں پارلیمان کے منظور کردہ عدلیہ کی کارروائی کے طریق کار بل کو معطل کر دیا گیا تھا۔ موجودہ چیف جسٹس نے آتے ہی اس پر فل کورٹ بنا کر کارروائی کا آغاز کیا اور پھر 11 اکتوبر کو دس پانچ کی اکثریت سے اس کی توثیق کر دی ہے۔ تاہم اس کو ماضی سے اطلاق کرنے کو سات کے مقابل آٹھ ووٹ کی وجہ سے مسترد کر دیا گیا۔ اس بل کے تحت کئی تبدیلیاں ہیں خاص طور پر چیف جسٹس کے خود سارے بنچ بنانے اور از خود نوٹس لینے کے اختیار کو فردِ واحد کی بجائے 3 سینئر ججوں کو دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے چیف جسٹس کا خود اپنے اختیارات کو محدود کرنا خوش آئند ہے۔ عدلیہ میں سماعت کی کارروائی اور فیصلہ دونوں میں دھڑے بندی واضح دکھائی دی جو کہ پریشان کن ہے۔ تاہم عدلیہ کا اپنی حدود میں کام کرنے کا اشارہ بڑا خوش آئند ہے۔

7 افغانستان کی تازہ صورتحال

پاکستان نے افغانستان کے ساتھ سرحد پر سمگلنگ اور افغان ٹریڈ کے غلط استعمال کو روکنے کے کئی اقدامات کیے ہیں اور سختی کو مہینے بھر سے زائد عرصہ گزر گیا ہے تاہم افغان کرنسی کی شرح تبادلہ مستحکم ہے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ افغانستان کی معیشت اپنے سہارے پر کھڑی ہو رہی ہے اور اب پاکستان کی محتاج نہیں ہے جو کہ خوش آئند بات ہے۔ پاکستان نے اپنے اس عزم کو دہرایا ہے کہ غیر قانونی طور پر مقیم افغانی اکتوبر کے آخر تک اپنے ملک واپس چلے جائیں

البتہ قانونی طور پر مقیم لوگ اپنے قیام کو جاری رکھ سکتے ہیں۔ افغان حکومت نے اس حتمی تاریخ کو آگے کروانے کی کوشش کی ہے مگر پاکستان اپنے موقف پر قائم ہے۔ پاکستان کا موقف وزن رکھتا ہے مگر معاشی خرابی میں پاکستانی عناصر یعنی سیکورٹی ایجنسیوں، ٹیکس کے اداروں اور کاروباری لوگوں کی ملی بھگت بھی شامل ہے۔ پاکستان اگر مسائل کا حل چاہتا ہے تو ان مقامی عناصر کے خلاف زیادہ سخت عملی اقدامات درکار ہوں گے۔ ● 20 ستمبر کو پاکستانی وزیر خارجہ نے کہا کہ ان کے ملک کو پاکستان پر دہشت گردی کے واقعات میں افغانستان کی زمین کے استعمال ہونے پر سخت تشویش ہے۔ ● 25 ستمبر کو افغان وزارت خارجہ نے بتایا کہ افغان وزیر خارجہ امیر متقی روس کی دعوت پر 29 ستمبر کو شروع ہونے والے ماسکو مذاکرات میں شرکت کے لئے روس روانہ ہو گئے ہیں۔ ● 27 ستمبر کو افغان کرکٹ بورڈ نے بتایا کہ افغان ٹیم کی مالی معاونت کے حقوق مشہور بھارتی ڈیری کمپنی امل کو دے دیے گئے ہیں۔ ● 29 ستمبر کو تحریک طالبان پاکستان نے بلوچستان کے شہر مستونگ میں ہونے والے دھماکے سے لاتعلقی کا اعلان کیا۔ ● 3 اکتوبر کو افغان وزارت خارجہ نے بتایا کہ وزیر خارجہ امیر متقی چین کی دعوت پر چین کے دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔ ● 5 اکتوبر کو افغان ملا یعقوب نے پاکستان کے غیر قانونی طور پر مقیم لوگوں کو اکتوبر کے بعد نکالنے پر تشویش کا اظہار کیا اور افغانوں کو کہا کہ وہ اپنے اثاثے افغانستان منتقل کریں۔ ● پاکستان نے افغان ٹرانزٹ ٹریڈ میں تبدیلیاں کی ہیں اور کچھ چیزیں کو ممنوع قرار دیا ہے اور کچھ پر ٹیکس لگایا ہے۔ افغان تاجر اور حکومت اس پر احتجاج کر رہے ہیں اور اسے معاہدے کی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں۔ ● 8 اکتوبر کو افغانستان کے شہر ہرات میں زلزلہ میں دو ہزار سے زائد لوگ ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ ● 11 اکتوبر 6.3 کو شدت کا دوبارہ زلزلہ اور 15 اکتوبر کو مزید زلزلہ آیا۔ ● 10 اکتوبر کو افغان حکومت نے فلسطینی لوگوں کے حق میں بیان جاری کیا۔ ● 13 اکتوبر کو افغان صوبہ بغلان کے مرکز میں امام بارگاہ میں جمعہ کی نماز سے قبل دھماکا ہوا جس میں جانی نقصان بھی ہوا۔ ● 17 اکتوبر کو طالبان حکومت نے بتایا کہ چین نے تیسرے بیلٹ اینڈ روڈ اجلاس میں افغانستان کو بھی دعوت دی ہے اور افغان وزیر صنعت و تجارت کی سربراہی میں وفد چین جا رہا ہے۔

فلسطینی مجاہد بچوں کا ترانہ

سَنَخُوضُ مَعارِکَنا مَعَهُمْ
وَ سَنَمْضِی جُمُوعًا نَرْدَعُهُمْ
وَ نُعِيْدُ الْحَقَّ الْمُغْتَصَبَ
وَ بِكُلِّ الْقُوَّةِ نَدْفَعُهُمْ

ہم ان کے خلاف معرکے میں کود پڑھیں گے۔ اور ہم ان کو روکنے کے لیے لشکروں کی صورت بڑھیں گے۔ اور ہم اپنا غصب شدہ حق واپس لے لیں گے اور پوری قوت سے ان کو نکال باہر کریں گے۔

بِسِلَاحِ الْحَقِّ الْبَتَّارِ
سَنُحَرِّرُ أَرْضَ الْأَحْرَارِ
وَ نُعِيْدُ الطُّهرَ اِلَى الْقُدْسِ
مِنْ بَعْدِ الذُّلِّ وَ ذَا الْعَارِ

ہم حق کے بھاری ہتھیاروں کے ساتھ آزاد لوگوں کی سرزمین کو آزاد کروائیں گے۔ ہم انہیں (یہود کو) ذلیل اور شرمندہ کر کے، قدس کو ایک بار پھر ان سے پاک کر لیں گے۔

(باقی ٹائٹل کے صفحہ 3 پر)

وَسَنَمْضِي نَدُكُّ مَعَاقِلَهُم
بِدَوِيٍّ دَامٍ يُقْلِقُهُم
وَسَنَمْحُوا الْعَارَ بِأَيْدِينَا
وَبِكُلِّ الْقُوَّةِ نَرْدَعُهُم

ہم گھن گرج کے ساتھ ان کی خفیہ کمین گاہوں میں داخل ہوں گے ایسی خون آشام دھمک کے ساتھ جو انہیں پریشان کردے گی۔ ہم اپنے ہاتھوں انہیں ذلیل کر کے مٹا دیں گے اور پوری قوت سے ان کو روکیں گے۔

لَنْ نَرْضَى بِجُزْءٍ مُحْتَلٍّ
لَنْ نَتْرُكَ شِبْرًا لِلذُّلِّ
سَتَمُورُ الْأَرْضُ وَتَحْرِقُهُم
فِي الْأَرْضِ بَرَاكِينٌ تَغْلِي

ہم (اپنی سرزمین کے) ایک ٹکڑے پر بھی قبضہ ہرگز نہیں مانیں گے۔ ہم ایک چپہ بھی ان کے ظلم وجبر کے لیے نہیں چھوڑیں گے۔ ہم کایا پلٹ دیں گے اور پھٹتے ہوئے بموں کی سرزمین میں انہیں جلا کر رکھ دیں گے۔

CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
Vol 17 No 11
NOVEMBER 2023

فکرِ فاروقیؒ

آج کی دنیا میں 200 سے زیادہ ممالک ہیں، جن ممالک میں کوئی منظّم نظم و نسق ہے وہ ’ریاست‘ کہلاتے ہیں۔ ریاست کی نوعیت دو طرح کی ہوتی ہے۔ گزشتہ چند صدیوں سے عصرِ حاضر عملاً ’لا دینیت‘ یعنی یونان کے ارسطو کے ملحدانہ اور حیوانی نظریات کا علمبردار ہے اور اکثر ممالک آج لا دینیت یعنی سیکولرازم (SECULARISM) کے داعی ہیں۔ دوسری طرف ریاست کی ایک اور صورت یا قسم نظریاتی (IDEALOGICAL) ریاست کی ہے۔ بعض ریاستیں اس لحاظ سے واضح اعلان نہیں کرتیں، تاہم مغرب کی سیکولر تہذیب کی بالادستی اور میڈیا کے ذریعے پھیلاؤ کی وجہ سے عملاً (FOR ALL PRACTICAL PURPOSES) وہ بھی لا دین ریاست کی تعریف میں ہی آتی ہیں۔ بعض ریاستیں لا دینیت (SECULARISM) کے دعوے کے ساتھ کٹر مذہبی ہیں جیسے بھارت اور بعض ریاستیں عیسائیت کا نام لے کر بھی سیکولر ہیں جیسے اقوامِ یورپ وغیرہ۔

گزشتہ صدی کے عین وسط میں جبکہ مغربی تہذیب ’جوان‘ اور جوبن (BLOOM) پر تھی دنیا میں دو ریاستیں (STATES) ایسی وجود میں آئیں کہ وہ اس وقت سے لے کر آج تک نظریاتی ریاستیں کہلاتی ہیں۔ ہماری مراد 14/ اگست 1947ء کو دنیا کے نقشے پر اُبھرنے والی ریاست ’ملکِ خداداد‘ پاکستان ہے جس کا آئینی نام ’اسلامی جمہوریہ پاکستان‘ ہے اور دوسری نظریاتی ریاست 9 مئی 1948ء کے دن فلسطین کے علاقے میں علاقے کے عوام کی مرضی کے خلاف بالادست عالمی صیہونی مغربی قوتوں کے دباؤ کی وجہ سے انسانیت پر ٹھونسی جانے والی ریاست ’اسرائیل‘ ہے جو ایک یہودی ریاست ہے۔ (حکمت بالغہ اکتوبر 2014ء)